ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۶ر جمادی الاول ۱۳۸۶ھ
۲ر ستمبر ۱۹۶۶ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”اَلْفِطْرَۃُ خَمْسٌ - اَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَۃِ: اَلْخِتَانُ، وَالْاِسْتِحْدَادُ، وَتَقْلِیْمُ الْاَظْفَارِ، وَنَتْفُ الْاِبْطِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ“ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ -

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے - فطرت پانچ ہیں، یا پانچ چیزیں فطرت میں سے مسنون ہیں - ختنہ کرنا، زیر ناف کے بال لینا، ناخن کٹوانا، بغلوں کے بال لینا اور لبوں کے بال کتروانا - (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ”عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَۃِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَاِعْفَاءُ اللِّحْیَۃِ، وَالسِّوَاکُ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ، وَقَصُّ الْاَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الْاِبْطِ، وَحَلْقُ الْعَانَۃِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ“، قَالَ الرَّاوِیْ: وَنَسِیْتُ الْعَاشِرَۃَ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ الْمَضْمَضَۃَ، قَالَ وَکِیْعٌ وَھُوَ اَحَدُ رُوَاتِہٖ - اِنْتِقَاصُ الْمَاءِ: یَعْنِی الْاِسْتِنْجَاءَ، رَوَاہُ مُسْلِمٌ -

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے - بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ دس چیزیں فطرت (دین حنفیہ) سے ہیں - لبوں کے بال کتروانا اور داڑھی کا بڑھانا - اور مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا اور ناخنوں کا کٹوانا - اور انگلیوں کے جوڑ دھونا اور بغل کے بال اکھاڑنا - اور زیر ناف بالوں کا مونڈنا اور استنجا کرنا - راوی حدیث بیان کرتے ہیں کہ میں دسویں چیز کو بھول گیا - شاید کہ کلی کرنا ہو - وکیع راوی حدیث بیان کرتے ہیں کہ "انتقاص الماء" کے معنے استنجا کے ہیں (اسی حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحٰی، مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ -

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے - وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ لبوں کو لو اور داڑھیوں کو بڑھاؤ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ، وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ، وَحَجِّ الْبَیْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ“ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ -

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے - بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے - اولاً اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں - نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا اور بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا - (بخاری و مسلم)

عَنْ طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَھْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّاْسِ نَسْمَعُ دَوِیَّ صَوْتِہٖ وَلَا نَفْقَہُ مَا یَقُوْلُ حَتّٰی دَنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا ھُوَ یَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ”خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ“ قَالَ: ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُھُنَّ؟ قَالَ: ”لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ“، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ”وَصِیَامُ شَھْرِ رَمَضَانَ“ قَالَ: ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُہٗ؟ قَالَ: ”لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ“، قَالَ وَذَکَرَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الزَّکٰوۃَ فَقَالَ: ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُھَا؟ قَالَ: ”لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ“، فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَھُوَ یَقُوْلُ، وَاللّٰہِ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْہُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ”اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ“، مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ -

ترجمہ: حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے - بیان کرتے ہیں کہ نجد کا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے سر کے بال پریشان تھے - اس کی آواز تو ہمارے کانوں میں آتی تھی مگر اس کی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو گیا - اور اسلام کے متعلق اس نے دریافت کرنا شروع کر دیا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات اور دن میں پانچ نمازیں (فرض) ہیں - اس نے دریافت کیا کہ اس کے سوا بھی مجھ پر کچھ اور نمازیں (فرض) ہیں - آپ نے فرمایا نہیں مگر نفلی نمازیں - پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور ماہ رمضان کے روزے بھی (فرض) ہیں - اس نے دریافت کیا - کہ کیا اس کے علاوہ بھی اور روزے مجھ پر (فرض) ہیں - آپ نے فرمایا - نہیں - مگر نفلی روزے - طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سامنے زکوٰۃ کا تذکرہ کیا - اس نے دریافت کیا - کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر کچھ اور (فرض) ہے آپ نے فرمایا - نہیں - مگر نفلی صدقہ - طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں - کہ اس کے بعد وہ شخص یہ کہتا ہوا چلا گیا - بخدا میں نہ تو اس پر کچھ زیادہ کروں گا اور نہ ہی اس سے کچھ کم کروں گا - یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ اگر یہ شخص یہ بات سچ کہہ رہا ہے تو کامیاب ہو گیا -

(بخاری و مسلم)





بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلی فون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۲ | ۱۶ رجمادی الاوّل ۱۳۸۶ھ مطابق ۲ر ستمبر ۱۹۶۶ء | شمارہ ۱۶

تُرک بھائیوں کی مدد

ترکی میں زلزلے کے پے در پے زبردست جھٹکوں کے ساتھ بے پایاں جانی و مالی نقصان ہُوا ہے۔ ہزارہا افراد زلزلے کی تباہ کاریوں کے باعث خانماں برباد یا لقمۂ اجل بن چکے ہیں۔ کئی خوبصورت شہر اور عمارتیں پیوندِ زمین ہو چکی ہیں۔ اور جو ترک متاثرہ علاقوں میں کسی نہ کسی طرح بچ گئے ہیں نہایت بے اطمینانی کے عالم میں ہیں۔ اخبارات میں زلزلے کی ہولناکیوں اور تباہ کاریوں کی خبریں پڑھ کر کوئی بھی پاکستانی مسلمان رنج و غم محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ ترکی اور پاکستان میں اخوت و محبت اور مذہب کا قدیم اور گہرا رشتہ قائم ہے۔ اور گزشتہ سترہ روزہ جنگ کے دوران ترک مسلمانوں نے جو کردار ادا کیا ہے اُس نے تو پاکستانی مسلمانوں کو اپنا گرویدہ ہی کر لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ترکی میں زلزلے کی تباہ کاریوں کی خبروں سے پاکستان کے طول و عرض میں غم و اندوہ کی شدید لہر دوڑ گئی ہے۔ اور ہر پاکستانی مسلمان ترکی کے نقصان کو اپنا ہی نقصان تصور کر رہا ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ مسلمانوں کو پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم ہی یہ دی ہے کہ روئے زمین پر بسنے والے تمام مسلمان رشتۂ اخوّت میں منسلک اور جسمِ واحد کی مانند ہیں۔ اور اگر ایک مسلمان کو تکلیف پہنچے تو دوسرے مسلمان کو اس کا درد محسوس ہونا یقینی امر ہے چنانچہ اسی جذبے کے تحت بیشتر اداروں اور ملقوں نے اس مصیبت و ابتلاء میں اپنے ترک بھائیوں کی مدد کرنے کی بے لوث اور برادرانہ پیشکش کی ہے اور صدر پاکستان نے بھی وزیراعظم ترکی سے ٹیلی فون پر گفتگو کر کے یہ معلوم کیا ہے کہ انہیں اس المناک صورتِ حال میں کس قسم کی اشیاء اور امداد کی ضرورت ہے تاکہ پاکستان اپنے ترک بھائیوں کے کام آ سکے۔

تازہ اطلاعات سے معلوم ہُوا ہے کہ ترکی نے اپنے دوست ملکوں سے کمبل اور خیمے بھیجنے کی اپیل کی ہے اور حکومت پاکستان اس سلسلے میں ضروری اقدامات کر رہی ہے۔ ڈاکٹروں اور نرسوں کے وفود بھی تیار ہیں جو ترکی جا کر اپنے ترک بھائیوں کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیں گے اور خیمے اور کمبل وغیرہ بھیجنے کا بھی خاطر خواہ انتظام ہو رہا ہے۔ لیکن یہ کام محض حکومت پر نہ چھوڑ دینا چاہئے۔ ہر پاکستانی مسلمان کا مذہبی، اخلاقی اور انسانی فرض ہے کہ وہ اسلامی اخوت کے جذبے سے ترک بھائیوں کی امداد کرے اور خیموں اور کمبلوں کے اس قدر انبار لگا دے کہ ترکی مسلمان دوسرے تمام ملکوں کی امداد سے بے نیاز ہو جائیں۔

ہم مختلف شہروں کے خادمِ خلق اداروں سے درخواست کرتے ہیں کہ ترکی بھائیوں کی ضروریات کے لئے بلا تاخیر حرکت میں آ جائیں اور صاحبِ استطاعت اور انسانی دردمندی سے بہرہ ور لوگوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ان اداروں کو فراخدلانہ عطیات دے کر اپنے ترک بھائیوں کے آڑے وقت میں پوری طرح کام آئیں۔ نیز پاکستان ریڈکراس سوسائٹی کو بھی اس سلسلے میں خاموش نہیں رہنا چاہئے۔ اور اپنے وسائل و ذرائع کو مکمل طور پر بروئے کار لانا چاہئے۔

ہمیں امید ہے کہ ملک کے تمام طبقے ہماری آواز پر جو خود اُن کے دلوں کی بھی آواز ہے کان دھرتے ہوئے ترک بھائیوں کی امداد میں کسی سے پیچھے نہیں رہیں گی۔

ایک تجویز

۱۳ر اگست کو مدرسہ عربیہ مطلع العلوم بروری روڈ کوئٹہ کے سالانہ اجتماع میں حضرت مولانا عرض محمد صاحب خلیفۂ مجاز قطب الاقطاب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری قدس سرہ العزیز کی دعوت پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ آخری اجلاس میں حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ، امیر جمعیۃ علماء اسلام اور مولانا عبدالشکور دین پوری کی تقاریر ہونا تھیں۔ مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی، قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود اور دیگر زعمائے ملت اپنی تقاریر کر چکے تھے۔

مدرسہ عربیہ مطلع العلوم بروری روڈ کوئٹہ اپنے مہتمم مولانا عرض محمد صاحب مدظلہ کی طرح سارے بلوچستان میں اپنی مثال آپ ہے اور اسی حیثیت سے سالانہ اجلاس کی مختلف نشستوں کے اجتماعات بھی اپنا جواب آپ تھے۔ جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی بھی ۱۲ر اگست ہی کو کوئٹہ پہنچے تھے اور لوگ ان کی زیارت کو اُمڈے پڑے تھے۔ انہیں زائرین میں ایک نوجوان قمیص اور پتلون میں ملبوس حضرت مدظلہ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اور خدام الدین کے متعلق نہایت محبت و اخلاص اور ادب سے بعض تجاویز حضرت مدظلہ کے گوش گزار کیں۔ اور ساتھ ہی اُس پیکرِ ایمان و اخلاص نے حضرت مدظلہ کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی کہ خدام الدین ایک اداریہ لکھ کر حکومت کو اس طرف متوجہ کرے کہ

(باقی صفحہ ۱۵)



۲۹؍ربیع الثانی مطابق ۱۸؍اگست ۱۹۶۶ء

اپنی نجات کی فکر کریں!

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی

مرتّب : خالد سلیم

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی : امّا بعد :-
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کرتا ہوں۔ کہ اُس نے ہمیں مل جل کر اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی۔ ہزاروں لاکھوں مسلمان ایسے بھی ہیں جو اس وقت اللہ تعالےٰ کی نافرمانی میں مشغول ہوں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان و فضل ہے کہ اس نے ہمیں اس بے دینی، بے حیائی اور فساد کے دور میں اپنی عبادت کی توفیق بخشی ہے۔ اس نیکی کی توفیق کو اللہ تعالےٰ کا فضل و عنایت سمجھنا چاہیئے اس پر غرور و گھمنڈ نہیں کرنا چاہیئے۔ اور ہر عبادت، ذکر و تلاوت و نماز وغیرہ صرف رضائے الٰہی کے لئے ہو۔ غیر اللہ کی خوشنودی ہرگز نہ ہونی چاہیئے۔ دکھاوے کے لئے ذکر کرنا، دکھاوے کے لئے رات کو جاگ کر نماز پڑھنے سے ہزار درجہ بہتر ہے کہ رات کو آرام سے سویا جائے۔ ذکر و نماز اور دوسری عبادات پر فخر و تکبر اور غرور و گھمنڈ کرنے سے بہتر ہے کہ عبادت نہ کرنے پر ندامت ہو۔ یعنی ذکر و عبادت نہ کرنے پر ندامت و شرمندگی ہزار درجہ بہتر ہے غرور و تکبر والی عبادات سے۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ درخت کو جب پھل لگتا ہے تو اس کی ٹہنیاں جھک جاتی ہیں۔ اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ انعامات سے نوازیں، ذکر و عبادت اور نیکی کی توفیق ہو تو اور زیادہ اللہ کی بارگاہ میں جھکنا چاہیئے۔ عاجزی و انکساری اور زیادہ اختیار کرنی چاہیئے۔ جتنا زیادہ کوئی اللہ کے آگے جھکے گا، گڑگڑائے گا اتنا ہی زیادہ اللہ تعالیٰ اُسے انعامات سے نوازیں گے اور اس پر اتنی ہی زیادہ عنایات اور مہربانیاں ہوں گی۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں
لَا تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا
اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور بخششوں کو گننا چاہو تو نہ گن سکو۔ ان کا احاطہ نہ کر سکو۔

جب اللہ تعالےٰ کے احسانات اور انعامات ہم پر لاتعداد ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے محسن اعظم کا بے حساب شکر ادا کریں۔ اس کی مرضی کے مطابق زندگی گزاریں۔ یہ اللہ تعالےٰ کا مزید احسان ہے کہ اس نے ہمیں شکر کرنے کا طریقہ بتلا دیا ہے۔ وہ طریقہ ہے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور ذکر و تلاوت کرنا۔ اور اعلیٰ اخلاق کو اپنانا وغیرہ وغیرہ۔

نماز روزہ، ذکر و تلاوت وغیرہ یہ سب ہماری نجات و بھلائی کا سامان ہے۔ ان عبادات کو اللہ کی خوشنودی کے لئے ادا کرنے سے آخرت میں اللہ تعالےٰ کے انعامات ہوں گے اور جنت نصیب ہوں گی۔ اگر ان عبادات سے ہم نے منہ موڑ لیا تو قبر دوزخ کا گڑھا بن جائے گی اور ہم جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ دوزخ و قبر کے عذاب سے محفوظ رکھے۔ آمین!

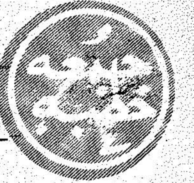
درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اسی طرح انسان عمل سے پہچانا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ اگر تم میرے محبوب بننا چاہتے ہو، مجھ سے محبت کرتے ہو، میرے پسندیدہ بننا چاہتے ہو تو سب سے بڑھ کر میرے محبوب اور پسندیدہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرو۔ ان کے نقشِ قدم پر چلو۔ ہر معاملہ میں ان کی رہنمائی حاصل کرو۔ تب میں تم سے محبت کرنے لگ جاؤں گا۔ تم کو اپنا پسندیدہ بنا لوں گا۔ اور تمہارے سارے گناہ معاف کر دوں گا۔

اب ہمارا فرض ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کریں، ان کے نقشِ قدم پر اپنا زندگی کا پروگرام بنائیں۔ کثرت سے ذکر اللہ کریں۔ اپنے اندر بلند اور اعلیٰ اخلاق پیدا کریں۔ دین کا علم حاصل کریں۔ کیونکہ علم کے بغیر عمل نہیں ہو سکتا۔

جن چیزوں کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہے، جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے ان کو کریں۔ مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کیا جائے۔ جو جو دعائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مختلف مواقع پر پڑھتے تھے۔ ان کو یاد کریں اور پڑھا کریں۔ اسی طرح جن کاموں سے حضورؐ نے منع فرمایا ہے ان کے قریب تک نہ پھٹکیں۔ سود۔ رشوت اور حرام کاموں سے ہرگز دولت نہ کمائیں۔ ہر گناہ کے کام سے بچنے کی کوشش کریں۔ اگر کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر معافی مانگیں۔ اپنے نفس کو گناہوں کو سے پاک کرنے کے لئے کثرت سے ذکر اللہ کریں۔ کیونکہ اللہ کے ذکر کرنے سے دل میں اللہ کا دھیان بیٹھ جائے گا۔ انسان لوگوں کے ڈر اور خوف سے چھپ کر گناہ کرتا ہے۔ جب اللہ تعالےٰ کا خیال دل میں جم جائے گا اور گھر کر لے گا تو انسان اللہ تعالےٰ کے خوف و ڈر سے گناہ سے پرہیز کرے گا۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔

محترم حضرات! یہ یاد رکھیں کہ جو بویا جاتا ہے وہی کاٹا جاتا ہے یہ کبھی نہیں ہوتا کہ گیہوں بوئیں تو چاول یا باجرہ کاٹ لیں۔ اسی طرح اگر ہم نیک اعمال کریں گے۔ اللہ کی کثرت سے عبادت و ذکر کریں گے تو جنت ملے گی اور قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنے گی اور اگر اس کے برعکس ہم نے اپنی زندگی اللہ کی

(باقی صفحہ ۱۷ پر)



۹ ر جمادی الاول ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۶ راگست ۱۹۶۶ء

کامیابی و کامرانی کے زرّیں اصول

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ، امّا بعد:
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۝ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

ترجمہ: زمانہ کی قسم ہے بے شک انسان گھاٹے میں ہے مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے اور حق پر قائم رہنے کی اور صبر کرنے کی آپس میں وصیت کرتے رہے۔

شہادتِ زمانہ

زمانہ کی قسم سے مراد گردشِ زمانہ کو شاہد بنانا ہے۔ چنانچہ قرآن عزیز کہتا ہے کہ گردشِ زمانہ گواہ ہے کہ ہر جماعت خسارہ میں گھری ہوئی ہے ٹوٹے میں ہے مگر وہی جو یہ چار اصول اپنائیں۔

۱- ایمان لائیں (۲) عمل صالح کریں (۳) حق وصداقت کا اعلان کرتے رہیں (۴) اور صبر کی بھی تلقین کریں۔

زمانہ اس لئے گواہ ہے کہ اس آسمان کے نیچے قوموں کی تباہی و بربادی اور کامیابی و فلاح جو کچھ بھی ہوتا رہا ہے وہ اس کا نظارا کرنے والا ہی نہیں بلکہ سب کچھ اس کی گود میں ہوا ہے۔ اس لئے انقلاب امم پر اگر کوئی چیز گواہ ہو سکتی تھی تو وہ صرف گردش ایام اور اس کی رفتار تھی۔ تو یہاں فرمایا گیا۔ زمانہ اور اس کی گردش و رفتار گواہ ہے کہ نوعِ انسانی اس وقت تک گھاٹے اور ٹوٹے میں ہے جب تک وہ ان اصول چہارگانہ کی اتباع نہ کرے۔ ہر جماعت اور ہر شخص خسارے میں رہے گا جو ان چار دفعات پر عمل پیرا نہ ہو۔ پس قرآن اعلان کرتا ہے کہ پہلی شرط جو کامیاب و کامران کرنے والی اور خسران و نامرادی کو دُور کرنے والی ہے وہ ایمان ہے۔

الذین آمنوا ــــ جو لوگ ایمان لائے۔

برادرانِ اسلام! آپ تاریخ اقوام عالم پر نگاہ ڈالیے اس کی سیر کیجئے۔ اور نتیجہ نکالیے تو یہی حقیقت نظروں کے سامنے آئے گی کہ قوموں کے تصادم و کشمکش اور حق و باطل کی معرکہ آرائی میں فتح ہمیشہ ایمان ویقین کی ہوئی ہے۔ اصولِ صحیحہ اور انبیاء کی الہامی تعلیمات پر عمل کرنے والی اقوام ہمیشہ کامیاب و کامران اور سربلند و سرافراز رہی ہیں اور اس کے خلاف کرنے والی قومیں محرومی و بے مرادی کے تاریک غاروں میں بھٹک بھٹک کر صفحۂ ہستی سے ناپید ہوئی ہیں۔

ایمان

خدا اور رسولؐ پر ایمان لانا یہ ہے کہ انسان ان کی ہدایات اور وعدوں پر خواہ وہ دنیا سے متعلق ہوں یا آخرت سے یقینِ کامل رکھے اور ان پر عمل کرنے کے لئے دل کو تیار کرے۔

عربی زبان میں ایمان کے معنی زوالِ شک کے ہیں یعنی کامل درجہ کا اقرار اور کامل درجہ کا بھروسہ دل میں پیدا ہو جائے اور شک کے تمام کانٹے دل و دماغ سے یکسر نکل جائیں۔

برادرانِ اسلام! تم جبھی کامیابی سے ہمکنار ہو سکتے ہو جب تمہارے دلوں کے اندر اور روح وفکر میں یہ چیز پیدا ہو جائے، بس جائے۔ جسے قرآن کی بولی میں ایمان کہتے ہیں اور جس کی وضاحت ہو چکی ہے۔

پس اے برادرانِ عزیز! قلوب میں ایمان، اطمینان، یقین، جماؤ اور تمکن و اقرار کے نہ بجھنے والے قمقموں کا روشن ہو جانا کامیابی کی پہلی منزل ہے۔ اگر اسی میں قدم ڈگمگا گئے تو کامیابی کی ہوا بھی نصیب نہیں ہوگی۔ اور شک کا روگ دنیا کی چھوٹی سے چھوٹی کامیابی سے بھی تمہیں محروم کر کے رکھ دے گا۔

ایمان ویقین کی قندیل روشن کرو۔ امید کا چراغ ہاتھ میں لے کر نکلو اور نصرتِ الٰہی کا انتظار کرو۔ کیونکہ اس کا ارشاد گرامی ہے۔

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

ترجمہ: ہمت نہ ہارو اور نہ غمگین و آزدہ خاطر ہو۔ یقین کرو کہ اگر تم سچے مومن ہو تو آخرکار تمہارا ہی بول بالا ہے۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ اور وہ قومیں کہ جن کے دلوں کے اندر امید و یقین کا چراغ روشن ہوتا ہے وہ جہاں کہیں جاتے ہیں اقبال و فیروزمندی کی روشنی ان کا استقبال کرتی ہے۔ اور منزلیں خود آگے بڑھ کر ان کے قدم لیتی ہیں۔ بدنصیب ہیں وہ لوگ اور قومیں کہ جن کے دامنِ حیات میں امید کے پھولوں کی جگہ یاس کے کانٹے آتے ہیں، ان کے لئے کارزارِ ہستی ماتم کدہ بنا ہوا ہے۔ اور صحراؤں کے بھٹ اور پہاڑوں کے غاروں میں بھی ان کے لئے کوئی گوشۂ عافیت نہیں ؎

ما خانۂ رمیدگان ظلمیم
پیغام خوش از بہار ما نیست

وعدۂ خداوندی ہے کہ ایمان والے سربلند و سرافراز رہیں گے اللہ ان کا حامی و ناصر ہوگا اور انہیں کفر کے اندھیروں سے نورِ حق کے اجالے میں لا کھڑا کرے گا۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۝

ترجمہ: اللہ ان کا حامی ہے جو ایمان لائے ان کو اندھیرے سے اجالے

کی طرف نکلتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کی دولت سے مالامال کرے کہ آج کل کی تمام خرابیاں اور مسلمانوں کی ذلت و خواری ایمانِ کامل کے فقدان کا نتیجہ ہے۔

عمل صالح

اے برادرانِ عزیز! ثابت ہوا کہ کامیابی و فیروزمندی کے لئے ایمان اساس کی حیثیت رکھتا ہے اور اسی بنیاد پر ترقی و اقبال مندی کی عمارت اٹھائی جا سکتی ہے۔ لیکن کیا حصولِ مقصد کے لئے دل کا یہ یقین، دماغ کا یہ فعل اور تصوّر کا یہ نقشہ ہی کافی ہے۔ اور منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لئے اور کچھ نہیں کرنا؟ کیا اسی سے کامیابی حاصل ہو جاتی ہے؟ فرمایا نہیں۔ فقط علوم صحیحہ یا ایمان و یقین کا حامل ہونا کامیابی و بامرادی کا کفیل نہیں۔ بلکہ ان اصولوں کو عملی جامہ پہنانا بھی لازمی ہے جسے قرآن کی زبان میں عمل صالح کا نام دیا گیا ہے۔

پس اگر ایمان و یقین کا اثر قلب و دماغ تک محدود رہے۔ روح اس سے آزاد ہو اور اس کی عملی زندگی اس کے ایمانِ قلبی کی آئینہ دار نہ ہو تو یہ ایمان کامیابی کی منازل سے ہمکنار نہیں کرا سکتا۔ چنانچہ اگر دو قومیں بر سرِ پیکار ہوں ترقی کی دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے نکل جانا چاہتی ہوں تو کامیابی یقیناً اس قوم کی ہوگی جو ایمانِ کامل اور علوم صحیحہ کے ساتھ ساتھ عمل صالح کی خوگر ہو۔ پُر حکمت اصولوں پر گامزن ہو۔ ہاتھ پاؤں توڑ کر بیکاری کے نشے میں مست قومیں ہمیشہ نامراد و ناکام رہتی ہیں ——

یاد رکھو۔ خدا کا قانون اٹل ہے:۔

اِنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ۔

ترجمہ: کہ زمین کے وارث نیک بندے ہوتے ہیں۔ (یعنی جماعتوں اور قوموں کے لئے یہ کام کر رہا ہے۔ کہ انہی لوگوں کے حصہ ملک کی فرمانروائی آئی ہے جو نیک ہوتے ہیں اور صالح ہوتے ہیں۔

حق و صداقت کا اعلان

برادرانِ عزیز! آپ میں سے ہر فرد قومی زنجیر کی ایک کڑی ہے۔ اور دونوں مذکورۃ الصدر اصول ایک فرد یا کڑی کی ظاہر و باطن کی درستگی کے لئے ہیں۔

تو کیا ایک کڑی کی درستگی سے ساری زنجیر کا کام پورا ہو جایا کرتا ہے؟ اور ایک فرد کی اصلاح سے ساری قوم سدھر جاتی ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو اپنی انفرادی صلاح وفلاح پر قناعت نہ کرو۔ بلکہ قوم و ملت کے اجتماعی مفاد کو پیشِ نظر رکھو۔ جب دو مسلمان آپس میں ملو تو ایک دوسرے کو اپنے قول و فعل سے سچے دین اور ہر معاملہ میں سچائی اختیار کرنے کی تاکید کرتے رہا کرو۔

قرآن عزیز نے اجتماعیت کی تعلیم دی ہے اور اسی لئے شارع اسلام ﷺ نے اسلام اور اسلامی زندگی کا دوسرا نام "جماعت" رکھا ہے اور جماعت سے علیحدگی کو جاہلیت اور حیاتِ جاہلی سے تعبیر کیا ہے۔

من فارق الجماعة فمات فميتة جاهلية۔ وغير ذالك۔

اسلام کے نزدیک زندگی تو فقط جماعتی زندگی ہے۔ انفراد، انتشار اور فرقت ہر حال میں بربادی و ہلاکت ہے۔

سورۃ فاتحہ میں پڑھی جانے والی دعا جو ہر مومن تلاوت کرتا ہے اس میں بھی جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے نہ کہ واحد متکلم کا۔ اهدنا الصراط المستقيم (اے اللہ! ہمیں چلا راہ سیدھی) یہ نہیں فرمایا۔ اهدنی۔ مجھے چلا۔

پس قرآن کے نزدیک فرد کی ہستی کوئی شے نہیں۔ ہستی صرف اجتماع اور جماعت کی ہے۔ اور فرد کا وجود اور اعمال بھی صرف اسی لئے ہیں تاکہ ان کے اجتماع و تالیف سے ہیئت اجتماعیہ پیدا ہو۔ چنانچہ اسی لئے اس دعا کو ہمارے بزرگوں نے ایمان اور خلاصہ قرآن اور عصارۂ اسلام کے نام سے موسوم کیا ہے۔

تو قرآن وجود مانتا ہے اجتماع کا نہ کہ انفراد کا۔ اس کے نزدیک وجود کڑیوں کا نہیں ہے بلکہ زنجیر کا ہے۔

اگر ہر کڑی دوسری کڑی سے مربوط نہ ہوگی اور پھر ہر کڑی اپنی جگہ مضبوط نہ ہوگی تو زنجیر مضبوط نہیں ہو سکتی۔

اسی طرح قوم کے افراد اگر مضبوط نہ ہوں اور پھر ان کا آپس میں ربط نہ ہو تو نہ قوم طاقتور کہلا سکتی ہے نہ ایسی ملت کبھی کامیابی کا منہ دیکھ سکتی ہے۔ اور خود فرد کا وجود بھی قائم نہیں رہ سکتا۔ چونکہ فرد کی زندگی بھی ملت کے ساتھ ربط میں ہے۔ علامہ اقبال نے اسی حقیقت کو شعر میں یوں بیان کیا ہے ؎

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

چنانچہ اسی لئے قرآن نے آپس میں اتباع حق کی وصیت اور تبلیغ کو حیاتِ اسلامی میں بڑی اہمیت دی ہے شارع اسلام ﷺ نے اسے ہر مومن مسلم پر فرض ٹھہرایا ہے اور یہاں تک فرما دیا:۔

بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً

اگر تمہارے پاس ایک آیت بھی ہے تو دوسرے تک پہنچا دو —— پیغام اسلام کو عام کر دو اور دنیا کے کونے کونے میں اسلام کی آواز کو پھیلا دو۔

بقائے تحریک کا گر

برادرانِ عزیز! تبلیغ اور حق و صداقت کا اعلانِ عام کامیابی کے بقاء کے لئے نہایت ضروری ہے —— حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"جہاں دنیا میں آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہے۔ کوئی تحریک اس دارِ فانی میں کبھی بھی زندہ نہیں رہ سکتی جب تک اس کے بانی اور چلانے والے اپنے حلقۂ اثر کے وسیع کرنے کی کوشش نہ کریں۔ تاکہ ان کے معاونین اور ہمخیالوں کا حلقہ اس قدر وسیع ہو جائے کہ جس وقت وہ لوگ پیغام اجل کو لبیک کہیں تو اس تحریک کو دوسرے لوگ فوراً سنبھال لیں۔ علیٰ ہذا القیاس۔ جب تک یہ سعی تبلیغ ہر نسل کے لوگ جاری رکھیں گے وہ تحریک زندہ، بامراد اور کامیاب رہے گی۔"

صبر کی تلقین

صبر اور اعلانِ حق کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ کوئی

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں درسِ قرآن

منعقدہ ۲۹ر مئی ۱۹۶۶ء

مرتبہ محمد عثمان غنی

(سورت المائدہ: پارہ ۶ رکوع ۱ آیت نمبر ۱ تا ۲)

میرے بزرگو اور میرے بھائیو —! اللہ تعالے کا احسان ہے کہ آج ہم پھر اللہ تعالے کا کلام سننے کے لئے اور سنانے کے لئے اکٹھے ہو گئے ہیں اللہ تعالے عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

آج سورۃ المائدہ شروع ہو رہی ہے سورۃ المائدۃ کے متعلق ارشاد فرمایا۔ اَلْمَائِدَۃِ مَدَنِیَّۃٌ۔ یہ سورت مدنیہ ہے یعنی ہجرت کے بعد نازل ہوئی۔ جو سورتیں ہجرت کے بعد نازل ہوئی ہوں تو ان کو کہا جاتا ہے مدنیہ —— یہ سورۃ المائدہ بھی مدنی ہے۔ ہجرت کے بعد نازل ہوئی جناب نبیٔ کریم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم پر اور نزولِ قرآنی میں آخری سورت ہے۔ اس سورت کے نزول کے بعد تقریباً ۸۰ یا ۸۱ دن نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف فرما رہے۔ اور یہ سورت اس اعتبار سے نہایت ہی اہم سورت ہے۔ جس میں اللہ تعالے نے اپنے دین کے کامل ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط وہ اسی صورت میں ہے۔ اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا کہ آج کے دن مَیں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا۔ اور جو میری نعمت ہے وہ مَیں نے تم پر تمام کر دی اور مَیں نے تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کر لیا ہے۔ یہ آیتِ مقدسہ سورۃ المائدہ میں ہے اور سورۃ المائدہ نازل ہوئی ہے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر عرفات کے میدان میں جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور یہ سورت ساری اکٹھی نازل ہوئی ہے۔ اس سورت میں کوئی آیت منسوخ نہیں۔ اس سورت میں ۱۸ وہ احکام اللہ تعالے نے بیان فرمائے جو اور کسی سورت میں بیان نہیں کئے اس سورت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منقذہ بھی کہا کہ یہ پڑھنے والوں کو، عمل کرنے والوں کو جہنم کے عذاب سے بچانے والی ہے۔

مائدہ عربی زبان میں اس دستر خوان کو کہتے ہیں جس پر کھانا لگا ہوا ہو۔ اس سورۃِ مقدسہ میں ایک تو حضرتِ مسیح ابن مریم کا قول آ رہا ہے۔ حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے اُن کی اُمّت نے درخواست کی کہ آپ اللہ تعالے سے دعا کریں۔ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا۔ تو لفظ مَائِدَۃ کی مناسبت سے حضورؐ نے اس کا نام اَلْمَآئِدَۃُ رکھا۔ اس سورت میں اللہ تعالے نے اُن حیوانات کا ذکر کیا، اُن چارپایوں کا ذکر کیا جو ابدی طور پر مسلمانوں پر کھانے حرام ہیں۔ یا کسی عارضی طریقے پر اُن کا کھانا حرام ہے۔ اور ان کا ذکر بھی فرمایا جن کا کھانا مسلمانوں پر حلال ہے تو گویا یہ سورت مسلمانوں کے دینی اعتبار سے دستر خوان ہے۔ بتایا یہ گیا ہے کہ اے مسلمان تیرا دین فقط چند عقیدوں کا نام نہیں ہے کہ کلمہ پڑھ لیا اور کہہ دیا کہ میں اللہ تعالیٰ کو مانتا ہوں یا اپنی طرف سے چند باتیں بنا لیں۔ نہیں۔ مسلمان کے لئے لازمی ہے کہ اس کی خوراک بھی قرآن کے ماتحت ہو، اس کا لباس بھی قرآن کے ماتحت ہو۔ اُس کا قیام اور قعود بھی قرآن کے ماتحت ہو۔ اُس کی ساری زندگی اسلام کے ماتحت ہو —— اسی لئے اس سورت کا نام ہے سورتِ المائدہ۔

مسلمانوں کے ذہنوں میں مختلف چیزیں پیدا کی جاتی ہیں۔ اور یہ بات آج کی نہیں ہے۔ قرآن مجید اگر آپ دیکھیں (آپ پڑھتے ہی ہوں گے الحمد للہ) قرآن شریف کے پہلے ہی پارے میں اللہ تعالے نے فرمایا۔ اَمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَسْئَلُوْا رَسُوْلَکُمْ کَمَا سُئِلَ مُوْسٰی مِنْ قَبْلُ ط وَ مَنْ یَّتَبَدَّلِ الْکُفْرَ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ٥ وَدَّ کَثِیْرٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ لَوْ یَرُدُّوْنَکُمْ مِّنْ بَعْدِ اِیْمَانِکُمْ کُفَّارًا ج حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِھِمْ۔ اللہ تعالے فرماتے ہیں کہ اے مسلمانو! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم دین کے بارے میں اپنے نبی سے ایسی ایسی باتیں پوچھو جیسا کہ موسیٰؑ سے پوچھی گئی ہیں؟ تمہارا کام یہی ہے کہ تم نبی کا حکم مانو۔ تمہیں یہ حق کس نے دیا ہے کہ تم اسلام کے احکام کا پوسٹمارٹم کرتے پھرو۔ اور فلاسفیاں چھانٹو؟ تمہارا کام تو یہ ہے کہ تم اللہ کا حکم مانو۔ یہ دین میں تنقیدیں، دین میں تنقیحیں اور دین میں تحریفیں اور دین میں ترمیمیں، یہ تو یہودیوں کا کام تھا۔ کہ انہوں نے اپنے نبی کی بات کے بال کی کھال اتارنے کی کوشش کی اور عمل سے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کی۔

سورتِ بقرہ میں ذکر موجود ہے۔ وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖٓ اِنَّ اللہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً ط اللہ تعالے فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کا حکم ہے کہ ایک گائے کو ذبح کرو تاکہ تمہیں پتہ چل جائے کہ مقتول کا قاتل کون ہے۔ تو انہوں نے کیا کہا۔ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا ھُزُوًا ط تم مذاق کرتے ہو ہمارے ساتھ؟ (نبی کو کہا) قَالَ اَعُوْذُ بِاللہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجٰھِلِیْنَ ٥ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ نبی غلط بات کرے؟ انہوں نے آخر پوچھا کہ بتاؤ وہ گائے کیسی ہے؟ بوڑھی ہے؟ جوان ہے؟ انہوں نے فرمایا۔ نہ بوڑھی ہے نہ جوان ہے — اچھا فرمایئے اس کا رنگ کیسا ہے؟" فرمایا۔ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُھَا۔ زرد رنگ۔ کہنے لگے یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آتی پوری تفصیل کرو۔ آپ نے فرمایا۔ اُس پر کسی نے ہل چلایا نہ کسی نے کنواں باندھا نہ اس نے کھیت کو پانی پلایا۔ مُسَلَّمَۃٌ لَّا شِیَۃَ فِیْھَا ط اس میں کوئی عیب نہیں ہے۔

اب دیکھئے نبی نے ایک بات فرمائی کہ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً ط جو میرے

دوست عربی جانتے ہیں بَقَرَۃً پر تنوین لِلتَّعْظِیْم ہے کوئی بھی گائے ذبح کر دو اللہ کے نام پر اس گائے کا ٹکڑا لے کر اس مُردے پر مارو۔ مقتول بتا دے گا میرا قاتل کون ہے۔ آسان سی بات کو انھوں نے مشکل بنایا اور مشکل کیوں بنایا؟ اس لئے بنایا کہ وہ خدا کا حکم ماننا نہیں چاہتے تھے —— میرے دوستو! خدا کے دین میں تنقیدیں کرنا اور ان کی فلاسفیاں چھانٹنا یہ تو ظاہر کرتا ہے کہ دین سے پیچھا چھڑانا چاہتا ہے۔ اس لئے قرآن مجید میں دیکھ لیجئے۔ وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَ هُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ جو آدمی اسلام کے سوا کسی اور دین کو ڈھونڈنا چاہتا ہے —— اختیار نہیں کیا۔ بڑا سخت لفظ ہے۔ وَمَنْ یَّبْتَغِ —— اِبْتِغَاء کا معنیٰ کیا ہے؟ چاہتا ہے، ڈھونڈتا ہے، کوشش کرتا ہے کہ کوئی ایسی بات نکل آئے کہ نام بھی لگا رہے اسلام کا اور تکلیف سے بھی جان چھوٹ جائے۔ وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا۔ جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کو ڈھونڈے گا۔ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ۔ اللہ اس کے دین کو کبھی قبول نہیں کرے گا۔ وَ هُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ اور وہ قیامت کے دن ذلیل ہو جائیگا اور وہ دین کیا ہے؟ وَ مَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ جو کٹ گیا رسول سے۔ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) شق کہتے ہیں کسی کپڑے کو پھاڑ دینا، کسی کاغذ کے دو ٹکڑے کر دینا۔ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دوری اختیار کر لی۔ کس طرح؟ وَ مَنْ یَّتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ اس راستے کو چھوڑ دیا جو مومنین کا راستہ ہے اس راستے کے سوا کوئی اور راستہ اختیار کر لیا نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى اس لئے کہ وہ دل کا منافق ہو چکا ہے ہم اس کو دھکیل دیں گے جس طرف وہ جا رہا ہے۔ وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ۔ اور انجام کار وہ جہنم میں چلا جائے گا۔

آج کہا جاتا ہے زکوٰۃ میں کیا فلاسفی ہے؟ روزے میں کیا فلاسفی ہے؟ شراب نہ پئیں۔ اس میں کیا فلاسفی ہے؟ خنزیر نہ کھائیں، اس میں کیا فلاسفی ہے؟ یہ ساری کی ساری باتیں میرے دوستو! دینِ حق سے فرار کی راہیں اختیار کرنا ہے تاکہ کسی طرح ہم دینِ حق سے بچ جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا جو دین ہے اس کو عملی شکل میں تو ہم اختیار نہ کریں لیکن چونکہ ملک ہے مسلمانوں کا، لیا گیا ہے اسلام کے نام پر، اس لئے نام اسلام کا رہے باقی کام سارے وہ کریں جو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ناراضگی کے ہیں —— اس لئے میرے دوستو، بزرگو! دیکھ لیجئے میں قرآن کی سورۃ المائدہ پر بات عرض کر رہا ہوں۔ اَلْمَآئِدَة —— قرآن کی ایک سورت کا نام ہے سورۃ المائدہ۔ یعنی وہ سورت جس میں مسلمانوں کے کھانے پینے کی چیزوں کے احکام ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام صرف چند رسموں کا نام نہیں یا اسلام صرف چند عقیدوں کا نام نہیں بلکہ اسلام اپنی ساری زندگی کو اس رنگ میں رنگنے کا نام ہے جو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) لے کر آئے —— صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً نے فرمایا اللہ کا رنگ ڈھونڈو، اللہ کا رنگ اپنے بدن پر چڑھاؤ۔ اللہ سے بہتر کس کا رنگ ہو سکتا ہے یعنی تم اللہ کے بندے بن جاؤ۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا۔ اے ایمان والو! (ہمیں الزام دیا، ہمیں تنبیہ کی کہ دعوے تو تم نے بہت بڑا کیا، تم کہتے ہو۔ کہ ہم ایمان والے ہیں۔ لو ہم ذرا تم کو پرکھتے ہیں تم ایمان والے ہو؟) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا! اے ایمان والو! تم جو کہتے ہو ہمیں اللہ کی بات پر یقین ہے، تم جو کہتے ہو کہ ہم اللہ کی بات کو مانتے ہیں، تم جو کہتے ہو کہ ہم محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مطیع ہیں، تو اے ایمان والو! اے ایمان کے مدعیو، اے ایمان کا دعویٰ کرنے والو! اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۵ پورا کرو تم اپنے عہد کو۔ عقود جمع عقد کی ہے۔ عقد کہتے ہیں گرہ کو اور گرہ کو ہماری بولی میں گنڈھ کہتے ہیں۔ گرہ کس چیز کی ہوتی ہے؟ جو دو چیزوں کو آپ ملا دیتے ہیں یہ گرہ بن جاتی ہے۔ دو چیزوں کو ملا دینا، دو رسیوں کو کو ملا دینا، دو دھاگوں کو ملا دینا۔ اُن کو جب جوڑتے ہیں ہم، تو ان میں گرہ ڈال دیتے ہیں تاکہ آپس میں مل جائیں۔ اسی طرح عقود اس عہد کو کہا جاتا ہے جو دو بندوں کے درمیان ہو، اللہ تعالےٰ اور بندے کے درمیان ہو، اللہ تعالیٰ کی مخلوقات اور اللہ تعالےٰ کے درمیان ہو اس کو عقد کہا جاتا ہے۔ (باقی باقی)

جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ کا

پروگرام

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ کا پروگرام خدام الدین میں شائع ہو چکا تھا لیکن انہوں نے بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر امیر جمعیۃ علماء اسلام حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی مدظلہٗ اور مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی مدظلہٗ ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام کے شدید اصرار کے پیش نظر شائع شدہ پروگرام میں بادل ناخواستہ تبدیلی فرما دی ہے۔ اب حضرت مدظلہٗ کا پروگرام حسب ذیل ہو گا ——

۲ر ستمبر: ۴ بجے سہ پہر بذریعہ ریل کار لاہور سے عازم سرگودھا ہوں گے۔ رات کو جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام منعقدہ کانفرنس میں شریک ہوں گے۔

۳ر ستمبر: کو سرگودھا سے عازم لائل پور ہوں گے اور مولانا محمد ضیاء القاسمی کی دعوت پر جامعہ قاسمیہ لائلپور کے سالانہ اجلاس میں شریک ہوں گے

۴ر ستمبر کو امیر جمعیۃ مولانا محمد عبد اللہ درخواستی مدظلہٗ اور حضرت مولانا غلام غوث کے بے پناہ اصرار پر لاہور سے بذریعہ عوامی ایکسپریس کراچی تشریف لے جائیں گے اور جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام مختلف اجتماعات میں شریک ہوں گے۔

۸ر ستمبر جمعرات کو لاہور پہنچ جائیں گے۔

(حاجی) بشیر احمد

چٹ پر سرخ نشان

چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔

محمد شفیع عمرالدین۔ حیدرآباد

دنیاوی امارت و دولت کا نشہ

اور ——— اس کی تباہ کاری

اللہ تعالیٰ نے فرعون کو مصر کی حکومت عطا فرمائی۔ مگر وہ کم بخت اللہ تعالےٰ کو بھول گیا اور اپنی خدائی کے دعویٰ کی ڈینگ مارنے لگا۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ۔

(القصص آیت ۳۸)

ترجمہ: اور فرعون نے کہا۔ اے سردارو! میں نہیں جانتا کہ میرے سوا تمہارا کوئی معبود ہے۔

اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو فرعون کی طرف اس کی اور اس کی قوم کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔

۱۔ فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (الشعراء آیت ۱۶)

ترجمہ: سو فرعون کے پاس جاؤ۔ اور کہو کہ ہم پروردگارِ عالم کا پیغام لے کر آئے ہیں۔

۲۔ وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰۤى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا يَتَّقُوْنَ ۝ (الشعراء آیت ۱۰-۱۱)

ترجمہ: اور جب تیرے رب نے موسیٰ کو پکارا کہ اس ظالم قوم کے پاس جا۔ فرعون کی قوم کے پاس۔ کیا وہ ڈرتے نہیں؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب فرعون کے دربار میں تشریف لے گئے اور اپنے آپ کو رب العالمین کا فرستادہ رسول ہونا ظاہر فرمایا تو فرعون نے انتہائی ہٹ دھرمی اور کم عقلی کا مظاہرہ کیا۔ اور سوال کیا۔

وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (الشعراء آیت ۲۳)

ترجمہ: رب العالمین کیا چیز ہے؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:۔

۱۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝ (الشعراء آیت ۲۴)

ترجمہ: آسمانوں اور زمین اور جو ان کے درمیان ہے سب کا پروردگار ہے اگر تمہیں یقین ہے۔

"یعنی آسمان و زمین کی سب چیزیں جس کے زیر تربیت ہیں وہ ہی رب العالمین ہے۔ اگر تمہارے قلوب میں کسی چیز پر بھی یقین لانے کی استعداد موجود ہو تو فطرۃ انسانی سب سے پہلے اس چیز کا یقین دلانے کے لئے کافی ہے۔" (حضرت مولانا عثمانیؒ)

۲۔ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ (الشعراء۔ آیت ۲۶)

ترجمہ: تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادا کا رب ہے۔

"یعنی او احمق! میں جس رب العلمین کا ذکر کر رہا ہوں، وہ ہے جس نے خود تم کو اور تمہارے باپ دادوں کو پیدا کیا۔ اور جب تمہارا بیج بھی نہ تھا۔ اس وقت وہ زمین و آسمان کی تربیت و تدبیر کر رہا تھا۔"

(حضرت مولانا عثمانیؒ)

۳۔ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ (الشعراء آیت ۲۸)

ترجمہ: مشرق اور مغرب اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا پروردگار ہے۔ اگر تم عقل رکھتے ہو۔

یعنی

"حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر ایک بات کہی جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے سامنے آخری بات کہی تھی۔ یعنی رب العالمین وہ ہے جو مشرق و مغرب کا مالک اور تمام سیارات طلوع و غروب کی تدبیر ایک محکم و مضبوط نظام کے ماتحت کرنے والا ہے۔ اگر تم میں ذرا بھی عقل ہو تو بتلا سکتے ہو کہ اس عظیم الشان نظام کا قائم رکھنے والا بجز خدا کے کون ہو سکتا ہے؟ کیا کسی کو قدرت ہے کہ اس کے قائم کئے ہوئے نظام کو ایک سیکنڈ کے لئے توڑ دے یا بدل ڈالے؟

یہ آخری بات سن کر فرعون بالکل مبہوت ہو گیا اور بحث و جدال سے گزر کر دھمکیوں پر اتر آیا۔ جیسا آگے آتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "حضرت موسیٰؑ ایک بات کئے جاتے تھے۔ اللہ کی قدرتیں بتانے کو اور فرعون بیچ میں اپنے سرداروں کو ابھارتا تھا کہ ان کو یقین نہ آئے۔"

(حضرت مولانا عثمانیؒ)

قید کی دھمکی

فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرنے کے بجائے آپ کو قید کرنے کی دھمکی دی

قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ۝

(الشعراء۔ آیت ۲۹)

ترجمہ: کہا۔ اگر تو نے میرے سوا اور کوئی معبود بنایا تو تمہیں قید میں ڈال دوں گا۔

اور یہ دھمکی اس نے اپنی مادی طاقت اور حکومت کے نشے میں مدہوش ہو کر دی۔

وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ (الزخرف۔ آیت ۵۱)

ترجمہ: اور فرعون نے اپنی قوم کو منادی کر کے کہہ دیا۔ اے میری قوم! کیا میرے لئے مصر کی بادشاہت نہیں اور کیا یہ نہریں میرے (محل کے) نیچے سے نہیں بہہ رہی ہیں۔ پھر تم کیا نہیں دیکھتے۔

جب اللہ تعالےٰ کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے ساتھ ہجرت فرمائی تو فرعون نے ان کا تعاقب کیا۔ مگر وہ اپنے لشکر سمیت سمندر میں غرق ہوا۔

فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ۝

(طٰہٰ۔ آیت ۷۸)

ترجمہ: پھر فرعون نے اپنے لشکر کو لے کر ان کا پیچھا کیا۔ پھر انہیں دریا نے ڈھانپ لیا جیسا ڈھانپا۔

فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (القصص۔ آیت ۴۰)

ترجمہ: پھر ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو پکڑ لیا۔ پھر انہیں دریا میں پھینک دیا۔ سو دیکھ لو ظالموں کا کیا انجام ہوا۔

مخالفانِ حضرت سیدنا خاتم النبیین کو انتباہ

إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا ۵ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۵ فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا وَبِيلًا ۵ فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ۵ السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا ۵ إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۵

(المزمل۔ آیت ۱۵-۱۹)

ترجمہ: ہم نے تمہاری طرف تم پر گواہی دینے والا ایک رسول اس طرح سے بھیجا ہے کہ جس طرح فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا۔ پھر فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے اسے سخت پکڑ سے پکڑ لیا۔ پس کس طرح بچوگے اگر تم نے بھی انکار کیا اس دن جو لڑکوں کو بوڑھا کر دے گا۔ اس دن آسمان پھٹ جائیگا اس کا وعدہ ہو کر رہے گا۔ بے شک یہ (قرآن) ایک نصیحت ہے پھر جو چاہے اپنے رب کی طرف آنے کا راستہ بنالے۔

آسودہ حال لوگوں کی دین کے احکامات سے پہلوتہی

وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ۵ وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۵ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۵ وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ بِالَّتِي تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفَىٰ إِلَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ آمِنُونَ ۵ وَالَّذِينَ يَسْعَوْنَ فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ۵

(السبا۔ آیت ۳۴-۳۸)

ترجمہ: اور ہم نے جس کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا بھیجا، تو وہاں کے دولتمندوں نے یہی کہا کہ تم جو لے کر آئے ہو۔ ہم نہیں مانتے۔ اور یہ بھی کہا کہ ہم مال اور اولاد میں تم سے بڑھ کر ہیں۔ اور ہمیں کوئی عذاب نہ دیا جائے گا۔ کہہ دو میرا رب جس کے لئے چاہتا ہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور کم کر دیتا ہے لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے اور تمہارے مال اور اولاد ایسی چیز نہیں جو تمہیں مرتبہ میں ہمارے قریب کر دے مگر جو ایمان لایا اور نیک کام کئے پس وہی لوگ ہیں جن کے لئے دگنا بدلہ ہے۔ اس کام کا جو انہوں نے کیا۔ اور وہی بالاخانوں میں امن سے ہونگے اور وہ جو ہماری آیتوں کے رد کرنے میں کوشش کرتے ہیں۔ وہ عذاب میں پکڑ کر حاضر کئے جائیں گے۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانیؒ

(۱) (وما ارسلنا....) یہ حضورؐ کو تسلی دی گئی۔ کہ آپ رؤسائے مکہ کے انحراف و سرکشی سے مغموم نہ ہوں ہر زمانہ میں پیغمبروں کا مقابلہ ایسے ہی بدبخت رئیسوں نے کیا ہے۔ دولت و ثروت کا نشہ اور اقتدار طلبی کا جذبہ آدمی کو اندھا کر دیتا ہے۔ وہ کسی کے سامنے گردن جھکانا اور چھوٹے آدمیوں کے برابر بیٹھنا گوارا نہیں کرتا اسی لئے انبیاء کے اوّل متبعین عموماً ضعیف و مسکین لوگ ہوتے ہیں۔ کما ورد فی حدیث ھرقل۔

۲- (وقالوا نحن اکثر اموالاً....) یعنی معلوم ہوا خدا ہم سے راضی اور خوش ہے ورنہ اتنا مال و اولاد کیوں دیتا۔ جب وہ خوش ہے تو ہم کو کسی آفت کا اندیشہ نہیں تم فضول عذاب کی دھمکیاں دیتے ہو۔

۳- (قل ان ربی یبسط....) یعنی روزی کی فراخی یا تنگی اللہ کے خوش یا ناخوش ہونے کی دلیل نہیں دیکھتے نہیں دنیا میں کتنے بدمعاش شریر، دہریے، ملحد (ناستک) مزے اڑاتے ہیں۔ حالانکہ اُن کو کوئی مذہب بھی اچھا نہیں کہنا۔ اور بہت سے خدا پرست، پرہیزگار اور نیک بندے بظاہر فاقے کھینچتے ہیں تو معلوم ہوا کہ دولت و افلاس یا تنگی و فراخی کسی کے محبوب و مقبول عنداللہ ہونے کی دلیل نہیں۔ یہ معاملات تو دوسری مصالح اور حکمتوں پر مبنی ہیں۔ جن کو اللہ ہی جانتا ہے مگر بہت لوگ اس نکتہ کو نہیں سمجھتے۔ ع

ومن الدلیل علی القضاء وحکمہ
بؤس اللبیب وطیب عیش الاحمق

۴- (وما اموالکم) یعنی مال و اولاد کی کثرت نہ قرب الٰہی کی علامت ہے۔ جیسا کہ اوپر کی آیت میں گذرا۔ اور نہ قرب حاصل کرنے کا سبب ہے بلکہ اس کے برعکس کافر کے حق میں زیادتِ بُعد کا سبب بن جاتا ہے۔ بہرحال وہاں مال و اولاد کی پوچھ نہیں محض

ایمان و عمل صالح

کی پرسش ہے۔

۵- (فاولئک جزاء....) یعنی کام پر جتنے کا اجر استحقاق ہے اس سے زائد بدلہ ملے گا۔ کم از کم دس گنا اور زیادہ ہو تو سات سو گنا بلکہ اللہ چاہے تو اس سے بھی زیادہ جس کی کوئی حد نہیں۔ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ (بقرہ رکوع ۳۶) یہاں ضعف سے مطلقاً زیادت مراد ہے۔

۶- (والذین یسعون....) یعنی جو بدبخت اللہ کی آیتوں کا رد کرنے اور ان پر طعن کر کے لوگوں کو ادھر سے روکنے میں گویا سمجھتے ہیں کہ ہم اللہ و رسول کو ہرا دیں گے وہ سب عذاب میں گرفتار ہو کر حاضر کئے جائینگے ایک بھی چھوٹ کر نہ بھاگ سکے گا۔

لمحۂ فکریہ

لہذا خوش حال اور آسودہ حال لوگوں کو چاہئے کہ کثرت مال اور کثرت اہل و عیال پر ہرگز فخر و غرور نہ کریں۔ اور کفار کی غلط روش اختیار کر کے دوزخ کا ایندھن نہ بنیں۔ بلکہ ایمان اور عمل صالح کا سرمایہ اس جہان سے لے کر جائیں۔ یاد رہے آسودہ حال لوگوں کی بے جا روی تباہی کا پیش خیمہ

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

محمد بشیر انصاری

ایک ستونِ دین، ایک حدِ فاصل

آخری قسط

خشوع وخضوع نماز پر ایک طائرانہ نگاہ

قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد مبارک ہے، قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ (پ۱۸ سورۃ المؤمنون ۱و۲ الایۃ)

بے شک وہ مومن فلاح یاب ہوئے جو اپنی نمازیں خشوع وخضوع و انکسار سے ادا کرتے ہیں۔

بالفاظِ دیگر ؎

یقیناً وہ مومن ہوئے سرفراز
کریں جو نمازوں میں عجز و نیاز

مشکوٰۃ شریف کی ابتدائی حدیث ہے کہ جبریلؑ آدمی کی شکل میں حضور اکرمؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور چند سوالات کئے جن میں سے ایک یہ ہے کہ "مَا الْاِحْسَانُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ" یعنی اے اللہ کے رسولؐ "احسان" (یعنی عبادت کو عمدہ بنانے) کا کیا مطلب ہے آپؐ نے ارشاد فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ احسان کا مطلب اللہ کی عبادت کو اس طرح کرنا ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ اپنے جلال وجمال کے ساتھ سامنے ہیں اور تو انہیں دیکھتے ہوئے خشیت و ہیبت اور محبتِ الٰہی کے ملے جلے تاثرات کے تحت عبادت کو بنا سوار کر ادا کر رہا ہے اگرچہ تو اللہ تعالےٰ کو اس عالم فانی حقیقتاً دیکھ نہیں سکتا، لیکن وہ ذات پاک تو ہر وقت تجھے دیکھ رہی ہے پس اس ذاتِ وحدہٗ لاشریک کے ہر وقت دیکھنے کا یقین ہونا ہی اس خیال کو جمانے کے لیے کافی ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر کو دیکھتے ہوئے عبادت کی جا رہی ہے۔

خشوع کا ترجمہ "محویت و استغراق کا طاری ہو جانا کہ ہوش ہی نہ رہے" بالکل غلط ہے کیونکہ محویت و استغراق غیر اختیاری امور ہیں جن کا بندہ مکلف نہیں ہے لَا یُکَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (القرآن) یعنی اللہ تعالیٰ کسی فرد بشر کو اس کی ہمت و وسعت سے زیادہ کا مکلف نہیں بناتے" بلکہ خشوع کی حقیقت "یہ خیال رکھتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں نماز (یا دیگر عبادات) کے الفاظ و معنی کی طرف دھیان رکھتے ہوئے توجہ و التفات کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنی قدرت و ہمت کے مطابق اور موافق باقی رکھنے کی کوشش میں رہنا ہے" خواہ یہ توجہ بار بار ہٹ جائے اللہ تعالیٰ کی درگاہ ایسی ہے کہ وہاں بندہ کی پر خلوص کوشش و ندامت رائیگاں نہیں جاتی۔

اللہ تعالیٰ کے یہاں نا امیدی کا گذر نہیں، سو بار بھی اگر توبہ ٹوٹ جائے پھر واپس آ جاؤ اللہ کی بارگاہِ ممتاز قبولِ توبہ کے لیے کھلی ہے حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدسؐ نے جب مجھے یمن کو بھیجا تو میں نے آخری وصیت کی درخواست کی حضور نے ارشاد فرمایا "دین کے ہر کام میں اخلاص کا اہتمام کرنا کیونکہ اخلاص سے تھوڑا عمل بھی بہت کچھ ہے" حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اس کاوش میں نہ پڑے کہ میری توجہ ایسی بستہ رہے کہ ٹوٹے ہی نہیں بلکہ اپنے اختیار سے کوشش میں لگا رہے۔

نماز کے ذریعہ گناہوں کی مغفرت

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں "ایک مرتبہ نبی اکرمؐ سردی کے موسم میں باہر تشریف لائے اور درختوں پر سے پتے گر رہے تھے آپ نے ایک درخت کی ٹہنی ہاتھ میں لی اس کے پتے اور بھی گرنے لگے (پھر) آپ نے فرمایا" اے ابوذرؓ! مسلمان بندہ جب اخلاص سے نماز پڑھتا ہے تو اس سے اس کے گناہ ایسے ہی گر جاتے ہیں جیسے پتے درخت سے گر رہے ہیں۔

(رواہ الاحمد)

حضرت ابوہریرہؓ نبی اکرمؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ایک مرتبہ فرمایا بتاؤ اگر کسی شخص کے دروازے پر ایک نہر جاری ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل باقی رہے گا؟" صحابہؓ نے عرض کیا کہ ذرا بھی میل باقی نہیں رہے گا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہی حال پانچوں نمازوں کا ہے اللہ تعالےٰ رب العزت ان کی وجہ سے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

(بخاری۔ مسلم۔ ترمذی)

جس قسم کا مضمون ان احادیث میں وارد ہوا ہے اس قسم کا مضمون کئی حدیثوں میں مختلف صحابہؓ سے مختلف الفاظ میں نقل کیا گیا ہے۔ نبی کریمؐ کا مقصود اس قسم کی مثالوں سے اس امر کا بخوبی سمجھا دینا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے نماز کو گناہوں کی معافی میں بہت قوی تاثیر عطا فرمائی ہے اور چونکہ مثال سے بات سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے اس لیے طرح طرح کی مثالوں سے حضور پر نورؐ نے اس مضمون کو واضح فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس بے پایاں رحمت و نعمت اور وسعت مغفرت سے ہم لوگ فائدہ نہ اٹھائیں تو اس میں سوائے ہمارے اور نقصان کس کا ہے؟ ہم لوگ گناہ کرتے ہیں نافرمانیاں اور حکم عدولیاں کرتے ہیں۔ تعمیلِ ارشاد میں کوتاہیاں کرتے ہیں اس کا مقتضیٰ تو یہ تھا کہ قادر عادل بادشاہ کے یہاں ضرور سزا ہوتی ہے اور اپنے کئے کا خمیازہ بھگتتے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے رحم اور فضل وکرم کے قربان۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی نافرمانیوں اور حکم عدولیوں کی تلافی کا طریقہ بھی بتلا دیا اگر ہم اس سے نفع حاصل نہ کریں تو کسی کا کیا نقصان ہے یہ ہماری ہی حماقت کی انتہا ہو گی کہ ہم محتاج بھی ہیں ہمیں دیا بھی جا رہا ہے اور ہم قصوروار بھی ہیں پھر بھی ہم پر رحم وکرم کی انتہا کی جا رہی ہے۔ ہمارے عیوب اور معاصی کو دھویا جا رہا ہے لیکن ہم اس کی طرف کوئی توجہ تک نہیں دیتے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمیں اس نعمت کی قدر نہیں۔ اگر ہوا ذرا سی دیر کے لیے بند ہو جائے تو پھر سب کو اس کی قدر معلوم اور محسوس ہو گی لیکن جب تک بند نہیں ہوتی اس وقت تک کوئی بھی اس کی قدر نہیں کرتا۔ اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہ اللہ کی رحمت اور لطف تو عطا کے واسطے بہانے ڈھونڈتے ہیں۔

ایک حدیث شریف میں وارد ہے

کہ جو شخص رات کو سوتے وقت یہ ارادہ کرے کہ اٹھ کر تہجد پڑھوں گا لیکن جاگ نہ سکے تو تہجد کا ثواب اس کو ملے گا اور سونا مفت میں رہا۔ (کتاب الترغیب) کیا ٹھکانا ہے اللہ کی دین اور عطا کا! اور جو کریم اس طرح عطا کرتا ہو اس سے نہ لینا کتنی سخت محرومی اور کتنا زبردست نقصان ہے

آیئے اب ذرا "نماز باجماعت" پر ایک طائرانہ نظر فرمایئے۔ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ "جماعت کی نماز" اکیلے کی نماز سے ستائیس درجہ زیادہ ہوتی ہے (یعنی جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے سے ۲۷ نمازوں کے برابر ثواب ملتا ہے) (مالک - بخاری - مسلم - ترمذی نسائی) جب آدمی نماز پڑھتا ہے اور ثواب ہی کی نیت سے پڑھتا ہے تو معمولی سی بات ہے کہ گھر میں پڑھنے کی بجائے مسجد میں جاکر باجماعت ادا کرے کہ نہ اس میں کچھ دقت ہے اور نہ ہی مشقت اور اتنا بڑا ثواب حاصل ہوتا ہے ہم میں سے کوئی ایسا ہے کہ جس کو ایک روپے کے ستائیس یا اٹھائیس روپے ملتے ہوں اور وہ نہ لے مگر دین کے معاملے میں اتنے بڑے نفع سے بھی بے توجہی کی جاتی ہے

صحابہ کرامؓ کے یہاں جماعت کا اس قدر اہتمام تھا کہ اگر بیمار آدمی بھی کسی طرح جماعت میں جا سکتا تھا تو وہ بھی جاکر شریک ہو جاتا تھا چاہے دو آدمیوں کے سہارے ہی مسجد میں جانے کی نوبت کیوں نہ آتی اور یہ اہتمام کیوں نہ ہوتا؟ جب کہ ان کے اور ہمارے آقا نبی کریم ﷺ کو اسی طرح کا اہتمام تھا چنانچہ حضور اقدس ﷺ کے مرض الوفات میں بھی یہی صورت پیش آئی تھی کہ مرض کی شدت کی وجہ سے بار بار غشی بھی اور کئی کئی دفعہ وضو کا پانی طلب فرماتے تھے آخر ایک مرتبہ وضو فرمایا اور حضرت عباسؓ اور ایک دوسرے آدمی کے سہارے سے مسجد میں تشریف لے گئے کہ پاؤں مبارک زمین پر اچھی طرح جمتا بھی نہ تھا حضرت ابوبکرؓ نے تعمیل ارشاد میں نماز پڑھانی شروع کر دی تھی اور حضور جاکر نماز میں شریک ہوئے (صحیحین) ہمارے لیے مقام عبرت ہے اس واقعہ میں ہمارے لئے درس عبرت ہے اس واقعہ میں ہمارے لیے درس عبرت ہے۔ کیا ہم بھی نماز باجماعت کا اسی قدر اہتمام کرتے ہیں؟ کیا یہ واقعہ پڑھ کر ہمارے دلوں میں کوئی اثر یا جذبہ جاگزیں ہوا ہے یا نہیں؟

ایک حدیث شریف میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص چالیس دن تک اخلاص کے ساتھ اس طرح نماز پڑھے (نماز باجماعت) کہ تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو تو اس کو دو پروانے ملتے ہیں۔ ایک پروانہ جہنم سے چھٹکارے کا اور دوسرا نفاق سے بری ہونے کا" (ترمذی)

رسول کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے جائے اور وہاں پہنچ کر یہ معلوم ہو کہ جماعت ہو چکی تو بھی اس کو جماعت سے نماز پڑھی ہے۔ (ابوداؤد و نسائی)

یہ اللہ کا کس قدر انعام و احسان ہے کہ محض کوشش اور سعی پر بھی جماعت کا ثواب مل جائے گا۔ جماعت نہ مل سکے۔ اللہ کی اس دین پر بھی ہم لوگ خود ہی نہ لیں تو کسی کا کیا نقصان ہے یہ ہمارا اپنا ہی نقصان ہے۔ اصل چیز یہ ہے کہ ہمارے دلوں میں جذبہ و شوق و احساس پیدا ہو جائے اگر یہ چیز ہمارے دلوں میں جگہ حاصل کر لیں گی تو پھر ہمیں کھرے اور کھوٹے کی تمیز کرنا آجائے گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ محض اس کھٹکے سے کہ جماعت ہو چکی ہوگی، مسجد جانا ملتوی نہ کرنا چاہیئے اگر جاکر معلوم ہو کہ ہو چکی ہے تو پھر بھی ثواب تو مل ہی جائے گا۔ ہاں البتہ اگر پہلے سے یہ بات اچھی طرح معلوم ہو کہ جماعت ہو چکی ہے تو کچھ مضائقہ نہیں

ترک جماعت کے بیان میں

اللہ تبارک و تعالیٰ نے احکام کی تعمیل میں سر تسلیم خم کرنے والے نیک نفس انسانوں کو جس طرح اپنی رضا و خوشنودی اور دیگر انعامات سے نوازنے کا وعدہ فرمایا ہے اسی طرح احکام سے سرتابی روگردانی اور اعراض کرنے والوں پر ناراضگی کا اظہار اور عتاب و عذاب وعید بھی ذکر فرمائی ہیں یہ بھی محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ احکام کی تعمیل میں سر تسلیم خم کرنے پر بیکراں اور بے بہا انعامات کا وعدہ ہے جب کہ احکام کی تعمیل بندہ پر فرض ہے اور اس پر انعام کے کیا معنی؟ اور ارشادات سے روگردانی کی صورت میں جتنا بھی عتاب و عذاب ہو وہ برمحل ہے کیونکہ آقا کی نافرمانی سے بڑھ کر اور کیا جرم ہو سکتا ہے؟ پس کسی خاص تنبیہ کے فرمانے یا عتاب سے باخبر کرنے کی ضرورت نہ تھی لیکن اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمانیت اور رحیمیت کا کیا کہنا؟ اور اس کے محبوب و محمود رسول مقبول ﷺ کی شفقت اور رحمت کا کیا ٹھکانا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر شفقت و مہربانی فرمائی کہ طرح طرح سے متنبہ فرمایا نافرمانی کے نقصانات بتلائے۔ مختلف طور اور طریق مثالیں دے دے کر سمجھایا۔ اب بھی ہم نہ سمجھیں تو یہ صرف ہماری ہی حماقت اور ہمارا ہی جرم ہے اور اس میں نقصان بھی ہمارا ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو نماز باجماعت پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: دنیاوی امارت و دولت کا نشہ

ہوا کرتی ہے:۔

وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا ۝ (بنی اسرائیل۔ آیت ۱۶)

ترجمہ: اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے دولت مندوں کو حکم دیتے ہیں پھر وہاں نافرمانی کرتے ہیں۔ تب ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے اور ہم اسے برباد کر دیتے ہیں۔

یعنی

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے امراء و رؤساء کو اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچاتے ہیں۔ اوامر و نواہی کی تعلیم انہیں ہر طریقہ سے ذہن نشین کرتے ہیں۔ مگر یہ لوگ اس پاک تعلیم پر چل کر دونوں جہان کی بھلائیاں حاصل نہیں کرتے۔ اوامر پر عمل کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ فرائض ضائع کر دیتے ہیں۔ جن گندی اور غیر شرعی باتوں سے روکا جاتا ہے ان پر چلتے ہیں۔ فسق و فجور میں مست رہتے ہیں اور اس نافرمانی اور احکام دین سے پہلوتہی کے باعث برباد ہو جاتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ

قاری فیوض الرحمٰن - بی - اے (امتیازی) متعلم ، ایم - اے پشاور یونیورسٹی

محبت حضور علیہ السلام سے

— قسط دوم —

ایک روایت میں یوں آتا ہے۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ اَھْلِہٖ وَمَالِہٖ (الحدیث)

یعنی تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اس کے اہل اولاد اور مال سے پیارا نہ ہو جاؤں،

محبت کے ان جذبات کو دیکھنا ہو تو کسی صحابیؓ کو آپؐ کا ذکر کرتے ہوئے ملاحظہ فرمایئے، حضرت عمر بن العاصؓ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام سے بڑھ کر مجھے کوئی پیارا نہ تھا، مگر میرے دل میں آپ کا اسقدر جلال تھا، کہ نظر بھر کر نہ دیکھ سکتا تھا، ایک صحابی عبداللہ بن زید بن عبدربہ اپنے باغ میں کام کر رہے تھے، کہ بیٹے نے جاکر حضور علیہ السلام کے انتقال کی خبر دی انہوں نے اسی وقت اپنے ہاتھ اللہ کے دربا میں دعا کے لیے پھیلا دیئے اور کہا "اے اللہ! میری بینائی واپس لے لے تاکہ جن آنکھوں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا ہے آپؐ کے بعد کسی اور کو نہ دیکھ سکیں۔

جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ آپؐ مسجد سے باہر نکلے، گھر کو جا رہے تھے کہ بچوں نے گھیر لیا، آپ سب کو پیار دیتے، منہ پہ ہاتھ پھیرتے، میرے رخسار پہ بھی ہاتھ پھیرا، مجھے ٹھنڈک سی پڑ گئی، اور ایسی خوشبو آئی گویا وہ ہاتھ ابھی جوتے عطار سے نکالا گیا تھا۔ "مسلم شریف"

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنے اخلاقِ عالیہ کی بنا پہ سب سے زیادہ اچھے تھے، میں نے کوئی نرم یا باریک کپڑا اور نہ ہی ریشم و دیبا کو ایسا پایا ہے کہ وہ حضور علیہ السلام کی پاک ہتھیلی سے زیادہ نرم ہوں، یعنی آپ کے دست مبارک ان سے زیادہ نرم تھے، اور نہ میں نے مشک اور کسی دوسرے عطر میں وہ خوشبو پائی ہے جو آپ کے مبارک پسینے میں پائی ہے، (شمائل ترمذی)

ام سلیم حضرت انس بن مالکؓ کی والدہ ماجدہ ہیں، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی کبھی ان کے گھر دوپہر کو جا سوتے، بستر چمڑے کا ہوتا تھا، اور آپ کو پسینہ بہت آتا تھا، امّ سلیم پسینے کی بوندوں کو جمع کر لیتیں اور پوری احتیاط کے ساتھ شیشی میں رکھ لیتی تھیں، آپؐ نے انہیں ایسا کرتے دیکھا تو پوچھا کہ اس کا سبب؟ تو انہوں نے عرض کیا "عَرَقُكَ نَجْعَلُهٗ فِيْ طِيْبِنَا وَهُوَ مِنْ اَطْيَبِ الطِّيْبِ ۝ کہ حضور! اس کو ہم دوسری خوشبوؤں اور عطروں کے اندر ڈالدیتے ہیں، اور سب سے عمدہ خوشبو تو بس آپؐ کے اس پسینے کی ہی ہوتی ہے، اور یہ ہمارے لیے سب خوشبوؤں سے بڑھ کر ہے۔ (متفق علیہ)۔

حضرت عبداللہؓ بن سلام مشہور حافظِ تورات اور اپنے قبیلے کے سردار تھے، جونہی چہرۂ انور کو دیکھا تو فوراً پکار اٹھے —

عَرَفْتُ اَنَّ وَجْهَهٗ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ

کہ ایسا چہرہ کبھی جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ گویا آپ کا رخِ انور ہی آپ کی نبوت و رسالت کی ظاہر و باہر دلیل ہے مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی۔

حضرت عمر فاروقؓ نے صحابۂ کرامؓ کے روز ینے مقرر کیے، اسامہ بن زیدؓ کے لیے ساڑھے تین ہزار درہم مقرر فرمائے اور اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کے لیے صرف تین ہزار حضرت عبداللہؓ نے پوچھا کہ اباجی! کہ آپؓ اسامہؓ کو مجھ پہ فضیلت کیوں دیتے ہیں، خدا کی قسم! وہ کسی غزوہ میں مجھ سے پہلے نہیں گئے، آپؓ نے فرمایا کہ زید میرے آقا حضرت — محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے باپ سے زیادہ پیارے اور اسامہؓ تجھ سے زیادہ محبوب تھے، فَاٰثَرْتُ حُبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حُبِّيْ۔ اس لیے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے پیارے پہ ترجیح دی۔

ایک دفعہ حضرت عمر فاروقؓ گشت کر رہے تھے کہ عورت رو رو کر یہ اشعار پڑھ رہی تھی ؎

عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلٰوةُ الْاَبْرَارِ
صَلّٰى عَلَيْهِ الطَّيِّبُوْنَ الْاَخْيَارِ
قَدْ كَانَ قَوَّامًا بَكَى الْاَسْحَارِ
يَالَيْتَ شِعْرِيْ وَالْمَنَايَا اَطْوَارٌ
هَلْ تَجْمَعُنِيْ وَحَبِيْبِي الدَّارُ

کہ حضور علیہ السلام پہ ابرار و اخیار اور پاک لوگوں کے درود ہوں، آپ کی حالت یہ تھی کہ راتوں کو اللہ کی عبادت میں کھڑے کھڑے روتے رہتے تھے، اے کاش! مجھے یہ یقین ہو جاتے کہ مرنے کے بعد بھی حضور علیہ السلام کی زیارت ہو گی۔ بس ایک ہی تمنا ہے، اپنی موت کا تو علم نہیں کب اور کہاں ہو اس لیے کہ موتوں کے اطوار تو مختلف ہوتے ہیں۔ حضرت عمرؓ بھی وہیں بیٹھ گئے اور روتے رہے، اس کے بعد چند دن تک صاحب فراش رہے۔

اہل مکہ نے زیدؓ بن وثنہ کو پھانسی پہ لٹکانے سے تھوڑی دیر پہلے پوچھا زید قسمیہ طور پہ بتاؤ کہ اس وقت اگر تمہاری جگہ حضور علیہ السلام ہوتے اور تم اپنے گھر آرام سے ہوتے تو کیا اچھا ہوتا، انہوں نے فرمایا میں تو یہ بھی نہیں چاہتا کہ میرے آقاؐ کے پاؤں میں ایک کانٹا بھی چبھے اگر میری جان جانے سے حضور علیہ السلام کی کوئی تکلیف رفع ہو سکتی ہو تو میں بصد ہزار جان و دل اس جان کو آپ پہ قربان کر دینے کو فخر سمجھتا ہوں، آپؓ کا یہ جواب سن کر ابو سفیان بن حرب بولا "خدا کی قسم! میں نے کسی کو اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا جتنا اصحاب محمدؐ کو محمدؐ سے کرتے دیکھا ہے۔"

عبداللہ بن ہشام سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ نے حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا، حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ مجھے میری جان کے سوا اور ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں، حضور السلام نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، جب تک میں تمہارے نزدیک تمہاری جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں ایمان کامل نصیب نہ ہو گا، حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ اب آپ میرے نزدیک میری جان سے زیادہ عزیز ہیں، حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اے عمرؓ! اب

مولانا جمیل احمد میواتی

کچھ تذکرے عشق و عرفاں کے

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی:

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ وعم نوالہ میرے ارادہ و نیت کو اس مضمون کے لکھنے کے بارے میں نیک رکھے اور اس کو اپنی رضائے عالیہ کا سبب بناتے ہوئے مسلمانوں کے نفع کا ذریعہ بنائے۔ آمین بحرمت سید المرسلین و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم و شرّف و کرّم۔

سب سے زیادہ مقرب بارگاہِ ایزدی ہیں، سب سے زیادہ مقدس ہستی پوری کائنات میں ہر صفت و کمال کی بدرجہ اتم حامل ذاتِ عالی پوری مخلوقات میں، سب سے زیادہ باعثِ رحمت و برکت (وجود مسعود) دونوں جہانوں میں حضرت محمد مصطفٰی احمد مجتبیٰ بن عبداللہ بن عبدالمطلب صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ آپؐ افضل الرسل ختم المرسلین سید الاولین والآخرین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین ہیں۔ آپؐ کی مدح و خوبیاں کماحقہ بیان کی ہی نہیں جا سکتیں اور خوب جان لو یہ چیز کوئی مبالغہ آمیزی پہ محمول نہیں بلکہ واللہ ایک حقیقت ہے اللہ سبحانہ و تقدس ہی آپؐ کی صحیح معنی میں قدر و منزلت پہچانتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ خالق ہے عالم الغیب والشہادہ ہے۔

بس سیدھی سی بات ہے کہ بحیثیت مخلوق ہونے کے آپ سب سے افضل و برتر ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ آپ اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ بندہ و محبوب ہیں۔ یا رب صل وسلم دائماً ابداً علی حبیبک خیر خلق کلھم۔

اللہ تعالےٰ جل شانہٗ ہم سب کو مرتے دم تک اس عقیدۂ اہلسنت والجماعت پہ قائم رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین! اے اللہ تعالیٰ جمیع مسلمانوں کی طرف سے حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی آل و اصحاب کرام پر بے شمار رحمت و برکت ہمیشہ ہمیشہ نازل فرما۔ اَللّٰھُمَّ اَبْلِغْہُ مِنَّا السَّلَامَ وَرُدُدْ عَلَیْنَا مِنْہُ السَّلَامَ۔

جناب رسول کریم نبی عظیم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں حیات ہیں۔ جس میں ہر روز ہر آن بیش از بیش ترقیات نصیب ہو رہی ہیں۔ یہ ہی نہیں بلکہ ابدالآباد قربِ خداوندی میں آپؐ کو بیش از بیش ترقی نصیب ہوتی رہے گی۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مسعود یعنی جسم اطہر قبر شریف میں جس ٹکڑہ زمین پہ رکھا گیا ہے۔ وہ جنت سے بھی افضل ہے۔ ایک بزرگ نے اس کی عجیب توضیح فرمائی۔ فرمایا۔ جنت مخلوق ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم افضل المخلوقات ہیں لہذا جب افضل الکائنات نے جس ٹکڑہ زمین کو مقامِ استراحت بنایا ہے تو وہ کیونکر جنت سے افضل نہ ہوگا۔ "نسبت کا حامل ہونا بہت بڑی چیز ہے" — بیت اللہ شریف بھی اینٹ، پتھر، گارے سے بنا ہوا ہے مگر اس کی نسبت ذاتِ خداوندی سے ہے لہٰذا عام گھروں کی طرح نہ ہوا۔ بلکہ عزت و تکریم میں سارے عالم کے گھر اس کے سامنے ہیچ ہیں۔

اس کی مثال ایک یہ بھی ہے۔ جس سے بات بخوبی سمجھ میں آ جائیگی۔ حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور مدظلہ العالی جانشینِ حضرت عالی مولانا لاہوری نور اللہ مرقدہ نے ایک مرتبہ اپنا واقعہ خود سنایا۔ فرمایا طالب علمی کے زمانہ کی بات ہے ابا جی یعنی حضرت مولانا لاہوری رحمۃ اللہ علیہ دیوبند تشریف لے گئے تھے۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی نور اللہ مرقدہٗ مظاہر العلوم سہارنپور تشریف لائے ہوئے تھے۔ چنانچہ ابا جی مرحوم کے ہمراہ میں بھی سہارنپور پہنچا۔ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے مزاحاً فرمایا۔ عبیداللہ دیوبند اچھا ہے یا سہارنپور؟ میں نے عرض کیا "حضرت اگر دیوبند میں ہوں تو دیوبند اچھا، حضرت اگر سہارنپور ہوں تو سہارنپور اچھا۔" اس پر حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ مولانا! (حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے) عبیداللہ کی شادی کر دو۔ اب یہ ہشیار ہو گیا ہے! بھائی یہ عشق و محبت و تعلق قلبی کی بات ہے۔ خدا اپنوں کی چاہت سب کو نصیب کرے آمین — !

شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد زکریا دامت برکاتہم نے اپنے ایک رسالہ مبارک "فضائل درود شریف" میں مولانا جامی نور اللہ مرقدہٗ کا ایک عجیب واقعہ لکھا ہے جس سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔ مولانا جامی نور اللہ مرقدہٗ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ عالی میں ایک نعت لکھی جو بہت ہی مشہور ہے جس کے شروع کے اشعار یہ ہیں ؎

زمہجوری برآمد جانِ عالم
ترحّم یا نبی اللہ ترحّم
نہ آخر رحمۃ اللعالمینی
زمحروماں چرا غافل نشینی
برون آور سراز بردِ یمانی
کہ روئے تست صبحِ زندگانی

نعت شریف کہنے کے بعد جب ایک مرتبہ حج کے لئے تشریف لے گئے تو ارادہ ہوا کہ یہ نعت روضۂ اطہر کے پاس کھڑے ہو کر پڑھوں گا۔ حج سے فارغ ہو کر جب مدینہ طیبہ کی حاضری کا ارادہ ہوا تو امیر مکہ نے خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس (جامی) کو مدینہ نہ آنے دینا۔ چنانچہ امیر مکّہ نے ممانعت کر دی۔ مگر ان پہ جذب و شوق اس قدر غالب تھا کہ چھپ چھپا کر چل دیئے۔ امیر مکّہ نے دوبارہ خواب میں دیکھا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں "دیکھو وہ آ رہا ہے۔ اس کو یہاں نہ آنے دو"۔ امیر نے آدمی دوڑائے اور ان کو راستہ میں پکڑوا کر بلایا اور ان پہ سختی کی اور جیلخانہ میں ڈال دیا۔ اس پہ تیسری مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا "یہ کوئی

مجرم نہیں ہے! بلکہ اس نے کچھ اشعار کہے ہیں جن کو یہاں آکر میری قبر پہ کھڑا سنائے گا" اگر ایسا ہوا تو قبر سے مصافحہ کے لیے ہاتھ نکلے گا۔ جس میں فتنہ ہوگا۔" (فضائل درود شریف ص ۱۵۲-۱۵۳)

اور سنئے سیدنا امام احمد نور اللہ مرقدہٗ سادات کرام میں سے ہیں، مشہور صوفیہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے اپنے وقت کے امام گزرے ہیں۔ آپ کی پیدائش کی خبر آپ کے ماموں جان کو جو خود بھی بزرگ تھے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی ۵۵۵ھ میں جب مدینہ طیبہ روضہ اطہر پہ حاضری تو چند اشعار نعتیہ عشقیہ پڑھے جس پر دست مبارک چمکتا ہوا باہر نکلا آپ نے بڑھ کر چوما اس واقع کے دیکھنے والے بہت سے لوگ وہاں موجود تھے جس پہ شیخ المشائخ غوث الاعظم شاہ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی نور اللہ مرقدہٗ جو اس وقت جوان تھے موجود تھے۔

فضائل درود شریف ص ۱۴۵ پہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی، امام الہند شیخ المشائخ امیر المومنین فی الحدیث حضرت شاہ ولی اللہ نور اللہ مرقدہٗ کی بابت ارشاد فرماتے ہیں کہ شاہ صاحب کی کتاب حرز ثمین فی مبشرات النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم جس میں انہوں نے چالیس خواب یا مکاشفات اپنے یا اپنے والد ماجد کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے سلسلہ میں تحریر فرمائے ہیں اس میں ص ۱۲ پہ تحریر فرماتے ہیں۔ ایک دن مجھے بھوک لگی (نا معلوم کتنے دن کا فاقہ ہوگا) میں نے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ سے دعا کی تو میں نے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک آسمان سے اتری، آپ کے ہاتھ مبارک میں ایک روٹی تھی جو آپ نے مجھے مرحمت فرمائی۔ ایک واقعہ یہ بھی نقل فرماتے ہیں کہ خواب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک کے دو بال عنایت فرمائے جب بیدار ہوا تو دونوں بال مبارک میرے ہاتھ میں تھے۔"

ایک اور واقعہ میں یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ خواب میں بہت ہی عمدہ پکے ہوئے چاول جس میں گھی اور زعفران خوب تھا عنایت فرمائے میں نے خوب سیر ہو کر کھائے جب بیدار ہوا تو منہ سے زعفران کی خوشبو آرہی تھی۔"

بقیہ: حضورؐ سے محبت

کامل ہو گیا۔ (رواہ البخاری فی اول کتاب الایمان)

ایمان، یہ حضرت فاروق اعظمؓ کی صداقت تھی کہ انہوں نے اپنی اندرونی کیفیت دربار رسالت میں کہہ دی اور یہ خاتم الانبیاءؐ کا کمال تھا کہ ایک سیکنڈ میں آپ نے ایمان کے تمام ارتقائی مدارج انہیں طے کرا دیئے، وہ سینہ جو ابھی ابھی اپنی جان کو عزیز تر سمجھ رہا تھا، دوسری ساعت آنے نہیں پائی، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھنے لگتا ہے، کہنے کو تو یہ دو ہی فقرے ہیں، مگر آپؐ کے فیضِ صحبت کی یہ برقی تاثیر عقل انسانی کے لیے موجب حیرت بن رہی ہے، اب سوچو کہ جہاں سیکنڈوں کی صحبت کے آثار یہ ہوں، وہاں ہفتوں مہینوں اور سالوں کے اثرات کیا ہوں گے

؎ قیاس کن ز گلستانِ من بہار مرا۔

"ترجمان السنۃ حضرت مولانا بدعالم صاحب مہاجر مدنی رح"

یہ حدیث تبلاتی ہے کہ اسلام یہ ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت پہ سب کچھ قربان کر دو، اور اس کے مقابلہ پہ کسی کا ساتھ نہ دو۔

اسلام اشخاص و افراد کے لیے تو سلامتی کا پیغام ہے، مگر کفر کے ساتھ کسی علاقہ کا روادار نہیں، خلاصہ یہ ہے کہ خدا اور اس کے رسولؐ کی محبت اس درجہ غالب آجائے کہ پھر تمام عداوت و محبت کا محور و مرکز یہی بن جائے کسی سے محبت ہو تو ان کے نام پہ اور عداوت ہو تو ان کے نام پہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح نے حضور علیہ السلام کی تعظیم و محبت کو کس عمدہ پیرائے میں ضبط کیا ہے۔ ذرا غور فرمایئے۔

"حضور علیہ السلام کی تعظیم و محبت ہی وہ نقطہ ہے جس پہ قوم مسلم کی تمام پراگندہ قوتیں اور منتشر جذبات جمع ہوتے ہیں، اور یہی وہ ایمانی رشتہ ہے جس پہ اسلامی اخوت کا نظام قائم ہے۔"

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی محبت اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ان کے لوگوں کی محبت نصیب فرمائے جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے کمالِ محبت و کمال اطاعت کا تعلق استوار رکھتے ہیں، (آمین)

بقیہ: اداریہ

وہ مختلف ملازمتوں کی اسامیاں پُر کرنے سے پہلے دیگر سوالات کے علاوہ امیدواروں سے کم از کم کلمہ طیبہ سننے کے احکام ضرور جاری کر دے۔ اور جب تک کوئی امیدوار صحیح کلمہ طیبہ نہ سنائے اُسے کسی ملازمت کے اہل تصور نہ کیا جائے۔ اس سے لوگوں میں اسلام سے شغف بڑھے گا اور حکومت دین کے ایک بنیادی رکن کی تبلیغ و اشاعت کا ذریعہ بنے گی۔

یہ تجویز یقیناً اس نوجوان کے دردِ دل، دین سے محبت و اخلاص اور جذبۂ ایمانی کی آئینہ دار تھی۔ اس لیے حضرت مدظلہٗ نے راقم الحروف کو اُسی وقت حکم دیا کہ اسے عملی شکل دی جائے چنانچہ یہ سطور اُسی حکم کی تعمیل ہیں۔

جہاں تک اس تجویز کی معقولیت کا تعلق ہے کوئی بھی دردمند مسلمان اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ یہ خطۂ پاک اسلام کے نام پہ معرضِ وجود میں آیا تھا۔ ہمارے لیڈروں نے قوم سے وعدے کیے تھے کہ یہاں کتاب و سنت کے مطابق قوانین نافذ کیے جائیں گے۔ اور اسلامی تعلیمات ہی پاکستانیوں کا اوڑھنا بچھونا ہوں گی۔ مزید برآں ملک کا بٹوارہ اسی بنیاد پہ ہوا تھا کہ ہماری ثقافت، ہماری معاشرت، ہماری تہذیب ہمارا تمدن اور ہمارا مذہب ہندوؤں سے جداگانہ ہے اور ہمارا قومی نعرہ یہی تھا کہ "پاکستان کا مطلب کیا؟ "لا الٰہ الا اللہ" لیکن بد قسمتی سے یہ نعرہ ابھی تک اپنے سچے جواب سے محروم ہے۔ پاکستان بنے انیس برس ہو چکے ہیں اس اثناء میں پاکستان نے کئی تبدیلیاں اور لیل و نہار کے بے شمار چکر دیکھے ہیں مگر اب تک کوئی پذیرائی نہیں ہوئی تو فقط اس نعرے کی جو ہماری حسین آرزوؤں اور تمناؤں کا محور و مرکز تھا اور جس کے لئے مسلمان قوم نے بے اندازہ قربانیاں دیں، خاک و خون سے ہولی کھیلی اور عصمتوں کے ہزار آبگینے تباہ و برباد کرائے۔

چنانچہ ان شواہد کے پیش نظر مذکورۂ بالا تجویز گویا پاکستان کے بنیادی نظریے کی ترجمان اور ہمارے قومی نعرنے کا کسی حد تک جواب ہے۔ اگرچہ قوم سے کئے گئے مواعید کا تقاضا تو اس سے بہت آگے ہے اور وہ کسی صورت میں اس سے کم نہیں ہو سکتا کہ ملک میں اسلامی قوانین رائج کئے جائیں۔ کتاب و سنت کی تعلیمات کو ہر معاملے میں اولیّت دی جاتے اور محمّدی تہذیب و تمدّن کے خلاف ہر چیز کو بیخ و بُن سے اُدھیڑ پھینکا جائے۔ مگر فی الحال ہم اسی تجویز کی حمایت پر اکتفا کرتے ہیں اور حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس انتہائی بے ضرر اور کمزور سے کمزور مطالبے کو جو اس سلسلے میں کیا جا سکتا ہے عملی جامہ پہنا کر اسلام دوستی کا ثبوت دے۔ وما علینا الّا البلاغ۔

حضرت مولانا عبدالحنان صاحب ہزاروی کیلئے دعائے صحت کی درخواست

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی ۱۱ بجے کے قریب حضرت مولانا عبدالحنان صاحب کی عیادت کے لئے بالاکوٹ پہنچے۔ علماء راولپنڈی اور حاجی بشیر صاحب ساتھ تھے۔ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب نہایت ہی کمزور ہو چکے ہیں۔ اٹھنا بیٹھنا بھی مشکل ہے۔ جسم بہت نحیف ہو چکا ہے۔ نیند بھی نہیں آتی نہ ہی کھانا کھا سکتے ہیں۔ مولانا کے گھر کے سامنے بالاکوٹ کا وہ پہاڑ ہے جہاں رئیس المجاہدین حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اسلام کے احیاء و بقا کے لئے جنگ لڑی تھی۔ حضرت مولانا عبدالحنان حضرت اقدس کی تشریف آوری سے بڑے خوش ہوئے۔ بکرات بات پر آپ کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی تھیں۔ حضرت اقدس اور تمام جماعت نے حضرت مولانا کی صحت کے لئے دعا کی۔

حضرت مولانا عبدالحنان صاحب کا تابناک ماضی اور ان کی دینی و ملّی خدمات قوم سے پوشیدہ نہیں۔ آپ کو بجا طور پر رئیس المتکلّمین کا خطاب دیا جاتا ہے اور آپ یقیناً ملک و قوم کی متاعِ عزیز ہیں۔

اللہ رب العزت حضرت مولانا کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائیں۔ ان کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھیں اور ان کو پھر راولپنڈی بھوسہ منڈی کی جامع مسجد کے منبر پر جلوہ افروز فرمائیں۔ قارئین خدام الدین،

اہل اللہ حضرات اور حضرت اقدس قطب دوراں شیخ التفسیر نوّر اللہ مرقدہٗ کے خلفائے عظام سے احقر کی پُر زور درخواست ہے کہ مولانا عبدالحنان صاحب کے لئے خضوع و خشوع سے دعائے صحت فرمائیں۔

العارض احقر محمد عثمان غنی

خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی مدظلہ کی صحت

بحمد اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ سنبھل رہی ہے

لاہور کے مشہور معالج ڈاکٹر کرنل ضیاء اللہ صاحب نے یقین دلایا ہے کہ حضرت قاضی صاحب مدظلہٗ کو کینسر کی تکلیف ہرگز نہیں ہے اور آپ بہت جلد انشاء اللہ تعالیٰ صحت یاب ہو جائیں گے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف شیخ التفسیر حضرت لاہوری قدس سرہٗ اور حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے معالج خاص رہ چکے ہیں اور اپنی دینداری و فنی مہارت کی وجہ سے سارے ملک میں معروف ہیں۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب مدظلہٗ کو ڈاکٹر صاحب موصوف کے علاج سے شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ اور یہ بلبلِ بستانِ رسالت تا دیر چہکتا رہے۔ جس نے تقریباً نصف صدی تک سفارتِ اسلام کی بیش بہا خدمات انجام دی ہیں اور گنبدِ خضرا کے مکین کی ناموس کی خاطر بیشتر مرتبہ دار و رسن کی آزمائش سے گزرا ہے۔ ادارہ خدام الدین اپنے قارئین اور بزرگانِ دین سے پر زور درخواست کرتا ہے کہ وہ حضرت قاضی صاحب کے لئے دعاؤں کا پُر خلوص سلسلہ جاری رکھیں

آدمی اعلانِ حق کرے اور اسے مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ قربانی و ایثار کا مرحلہ پیش نہ آئے، مصائب و آلام سے اسے گذرنا نہ پڑے۔ چنانچہ صبر کو بھی اس سلسلے کی اہم کڑی قرار دیا گیا۔ اور فرمایا گیا۔ ہر ایک کو دوسرے کی یہ نصیحت اور وصیت رہے کہ حق کے معاملہ میں اور شخصی و قومی اصلاح کے راستے میں جس قدر سختیاں اور دشواریاں پیش آئیں یا خلاف طبع امور کا تحمل کرنا پڑے پورے صبر و استقامت سے تحمل کریں ہرگز قدم نیکی کے راستے سے ڈگمگانے نہ پائے۔

مجاہد ملت امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے۔ بھئی کہ صبر کے معنی یہ نہیں ہیں کہ آدمی مشکلات و مصائب کو جھیل کر آرام سے بیٹھ جائے بلکہ یہ ہے کہ وہ مصائب اٹھاتا جائے۔ حادثات سے دو چار ہوتا رہے اور آگے بڑھتا جائے جی ہار کر بیٹھ جانے کا نام صبر نہیں بلکہ حوادثات کے تھپیڑے کھا کھا کر آگے بڑھنے کا نام صبر ہے۔ اور ایسے ہی غیور افرادِ ملت کو زیب دیتا ہے کہ وہ اللہ کی معیت کے مستحق ٹھہریں۔ ان اللہ مع الصّٰبرین۔

اصول چہارگانہ کی جامعیت

"جس طرح ہر قوم کی زندگی کا دارو مدار ان اصول اربعہ کی پابندی پر کیا گیا ہے اسی طرح ہر شعبۂ زندگی بسر کرنے والوں کی کامیابی کا راز انہیں اصولوں میں مضمر ہے بلکہ ہر شخص کا انفرادی زندگی میں سرسبز و شاداب ہونا بھی انہیں زریں اصولوں میں منحصر ہے۔ ہاں یہ الگ چیز ہے کہ ہر موقعہ، ہر محل، ہر مقصد کے علوم اپنے اپنے ہوں گے جد و جہد اور سعی کی نوعیت الگ ہو گی، قربانی کا رنگ علیحدہ علیحدہ ہو گا۔"

(حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ)

چنانچہ جو خوش قسمت حضرات ان چار اوصاف کے جامع ہوں گے اور خود کامل ہو کر دوسروں کی تکمیل کریں گے۔ ان کا نام صفحۂ دہر پر زندۂ جاوید رہے گا اور جو آثار چھوڑ کر دنیا سے جائیں گے۔ وہ بطور باقیات الصالحات ہمیشہ ان کے اجر کو بڑھاتے رہیں گے۔

اہمیت

درحقیقت یہ چھوٹی سی سورت سارے دین و حکمت کا خلاصہ ہے۔ امام شافعیؒ نے یہ فرمایا کہ اگر قرآن میں سے صرف یہی سورت نقل کر دی جاتی تو (سمجھدار بندوں کی) ہدایت کے لئے کافی تھی۔ بزرگانِ سلف میں جب دو مسلمان آپس میں ملتے تھے تو جدا ہونے سے پہلے ایک دوسرے کو یہ سورت سنایا کرتے تھے۔ (شیخ الاسلامؒ)

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اگر آج بھی مسلمان اسلامی احکام کو اپنا لیں، قانونِ اسلامی کے نفاذ کے لئے ہمہ تن وقف ہو جائیں اور سورۂ عصر کے ان اصول چہارگانہ کے پابند ہو جائیں، ایمان و ایقان کی قوت پیدا کریں، ہمہ تن سرگرم عمل ہو جائیں، حق کا اعلان کریں، حق کا پیغام سنائیں، حق کا چیلنج کریں۔ حق کا پروپیگنڈا کریں اور راہِ حق پیش آمدہ مشکلات کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے منزل مراد کی طرف رواں دواں رہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ کامیابی ان کے پاؤں نہ چومے اور اقوام عالم کی سرداری ان کے قدموں میں نہ آن پڑے۔

ایک شبہ

اگر کسی شخص کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو کہ امریکہ و روس کی حکومتیں دنیا میں بلند و بالا مقام رکھتی ہیں۔ اور ساری دنیا کی سیاست ان کے اشارۂ چشم و ابرو پر رقص کرتی ہے وہ کب قرآنِ حکیم کو مانتی ہیں اور سورۂ عصر کے اصول کی کب پابند ہیں؟ تو یہ جان لینا اور اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔ کہ

قرآن کریم کے دو حصے

ہیں۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک وہ حصہ ہے جس پر عمل کرنے سے دنیا میں عزت ملتی ہے دوسرا وہ حصہ ہے جس پر عمل کرنے سے آخرت میں عزت ملے گی۔ جو قوم قانونِ الٰہی کے حصۂ دنیاوی پر عمل کرے گی وہ دنیا میں بارگاہِ الٰہی سے عزت پائے گی اور جو قانونِ الٰہی کے حصۂ آخرت پر عامل ہو گی، وہ آخرت میں بارگاہِ الٰہی میں سرافراز کی جائے گی۔ اور جو دونوں حصوں پر کاربند ہو گی۔ وہ ہر دو جہان میں معزز و ممتاز ہو گی۔

چنانچہ امریکہ و روس قانونِ الٰہی کے دنیوی حصہ پر مسلمانانِ عالم کے مقابلے میں ان سے کہیں زیادہ بڑھ کر عمل پیرا ہیں۔ اس لئے دنیا میں سرافراز ہیں۔

برادرانِ عزیز! آپ کو چاہیئے کہ آپ قانونِ الٰہی کے ہر دو حصوں پر دوسری اقوام سے کہیں بڑھ چڑھ کر عمل پیرا ہوں۔ تاکہ دنیا و آخرت ہر دو جہان میں کامیابی و کامرانی آپ کے قدم چومے۔

اگر آپ خدا کی غیبی قوتوں پر یقین کر کے اپنی قوتِ عمل کا مظاہرہ کریں گے تو یقیناً نصرتِ الٰہی آپ کا ساتھ دے گی اور خدا آپ کو تمام اقوام عالم سے آگے بڑھا دے گا۔

تا نسوزی در تنورے چوں خلیل
کے بیابی نصرتِ ربِ جلیل

وما علینا الا البلاغ

بقیہ: مجلس ذکر

نافرمانی اور شیطان کی تابعداری میں گزار دی تو قبر دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔ اور آخرت خراب ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آپ اپنی ہمت و استطاعت کے مطابق اپنے فرائض ادا کریں۔ بیوی بچوں کو دینی تعلیم دلوائیں۔ ذکراللہ کے لئے ضرور وقت نکالیں۔ نیکی کی اشاعت کریں۔ ان سب کاموں کے کرتے وقت پیش نظر صرف اور صرف اللہ کی رضا و خوشنودی ہو۔ دکھاوا یا واہ واہ ہرگز مقصود نہ ہو۔ ورنہ الٹا گناہ ہو گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارے گناہ معاف فرمائے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

بقیہ: سپہ سالار اعظم حضرت خالد بن ولید

بھی ظاہری اعتبار سے رومی فوج ہر لحاظ سے اسلامی فوج پر فوقیت رکھتی تھی۔ لیکن معنوی اعتبار سے مسلمانوں کو رومیوں پر فوقیت حاصل تھی کیونکہ مسلمان جوشِ ایمان اور شوقِ شہادت کے بل بوتے پر میدانِ جنگ میں اترتے تھے۔ مادی ذرائع پر بھروسہ اور تکیہ کرنے کی بجائے ان کو روحانی قوت پر اعتماد اور وثوق تھا اور اسی لئے ان کو فتح نصیب ہوئی۔

گمشدہ بچے کی تلاش

مسمی محمد اسمٰعیل ساکن بہاول نگر جو ساتویں کلاس میں پڑھ رہا تھا۔ دینی تعلیم کے شوق میں کسی دینی درسگاہ میں داخلے کے لئے گھر سے بغیر اطلاع تقریباً ایک ماہ سے نکلا ہوا ہے۔ اب تک اس کے قیام کا پتہ نہیں۔ اس کے متعلقین بہت پریشان ہیں۔ اگر وہ خود یا اُس کے استاد صاحبان یا کسی اور صاحب کو اس کا علم ہو تو پتہ ذیل پر اطلاع دیں۔ صوفی منظور احمد صاحب اسسٹنٹ کلارک سرکل آفس محکمہ انہار بہاولپور۔

دعائے صحت کی اپیل

جامعہ رشیدیہ منٹگمری کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد اللہ صاحب اچھوری کے اچانک گرنے سے بازو پر شدید چوٹ آئی ہے۔ آپ سخت تکلیف کے پیشِ نظر صاحبِ فراش ہیں۔ جمیع احباب و قارئین خدام الدین سے پرزور درخواست ہے کہ وہ حضرت مولانا کیلئے شفائے کاملہ و صحت عاجلہ کی دعا فرمائیں۔
قاری محمد شریف قصوری صدر انجمن اصلاح معاشرہ قصور

مدرسہ تعلیم القرآن رجسٹرڈ مریڑ حسن راولپنڈی کا چھٹا

(سالانہ جلسہ)

۹-۱۰ ستمبر مطابق ۲۳-۲۴ جمادی الاول بروز جمعہ ہفتہ ہونا قرار پایا ہے جس میں حفظ سے فارغ ہونے والے ۹ طلباء کی دستار بندی ہوگی اور حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی کیمبل پور۔ مولانا عبد اللطیف صاحب جہلم مولانا محمد اجمل صاحب لاہور۔ مولانا عبد الشکور صاحب دینپوری خطاب فرمائیں گے۔ جلسہ دونوں روز بعد نماز عشا ہوا کرے گا۔ قراء اور نعت خواں حضرات بھی شمولیت فرمائیں گے۔ (قاری محمد دین مہتمم مدرسہ)

جہاد کانفرنس

مورخہ ۲-۳-۴ ستمبر ۱۹۶۶ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار بمقام پبلک پارک چنیوٹ زیرِ اہتمام سٹوڈنٹس ختم نبوت ایسوسی ایشن پاکستان جہاد کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جس میں مندرجہ ذیل مقررین تشریف لا رہے ہیں:-

شیخ حسام الدین صاحب، آغا شورش کاشمیری، مولانا محمد بخش مسلم، حضرت مولانا سید گل بادشاہ، مولانا محمد علی جالندھری، ماسٹر تاج الدین انصاری، علامہ علاء الدین صدیقی، مولانا حافظ عبد القادر روپڑی، مولانا تاج محمود لائلپوری، حکیم عبد الرحیم اشرف لائلپوری۔ شعراء میں سے امین گیلانی اور مرزا جانباز قابلِ ذکر ہیں۔

الداعیان: اراکین سٹوڈنٹس ختم نبوت ایسوسی ایشن مرکزیہ چنیوٹ

عظیم الشان مذہبی تبلیغی جلسہ عام

مورخہ ۹-۱۰-۱۱ ستمبر بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار مدرسہ باب السلام کہروڑ پکا میں منعقد ہوگا جس میں حافظ الحدیث مولانا عبد اللہ صاحب درخواستی مولانا مفتی محمود صاحب، مولانا نور الحسن شاہ بخاری مولانا عبد الستار تونسوی، مولانا قاسم الدین صاحب، مولانا محمد شریف صاحب بہاولپوری، مولانا ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظر، مولانا حبیب اللہ صاحب جالندھری مولانا عبد العزیز صاحب بھٹی۔ صاحبزادہ منظور احمد شاہ کہروڑی، احمد بخش چشتی، قاری عبد الرحمٰن صاحب لاہوری اور دوسرے حضرات خطاب فرمائیں گے مولانا محمد علی جالندھری اور مولانا عبید اللہ انور جانشین شیخ التفسیرؒ کی شرکت متوقع ہے۔

اراکین انجمن دعوۃ الحق کہروڑ پکا

بچوں کا صفحہ

سپہ سالار اعظم حضرت خالد بن ولید

محمد اکرام الحق گجراتی

فخرِ شجاعت، مجاہدِ اسلام حضرت خالدؓ بن ولید کا شمار دنیا کے عظیم ترین سپہ سالاروں میں ہوتا ہے۔ عہدِ صدیقی کے سپہ سالاروں میں سے آپ نے سب سے زیادہ نام پیدا کیا۔ آپ بڑے کہنہ مشق، تجربہ کار اور ماہرِ فنونِ جنگ سپہ سالار تھے۔

آپ کا خاندان بنو مخزوم بڑا دولتمند اور بہادر قبیلہ تھا۔ عرب کے دیگر قبائل کی طرح بنو مخزوم کے سرداروں میں بھی سیاسی اقتدار اور عسکری قیادت کا جذبہ بہت نمایاں تھا۔ خالدؓ کا باپ بڑا دولت مند تھا۔ (آپؓ کے باپ کا نام ولید بن مغیرہ تھا) اور اکیلا غلافِ کعبہ تیار کر کے کعبہ پر چڑھاتا تھا۔ آپؓ کے ایک چچا ہشام جنگ فجار میں بنو مخزوم کا سپہ سالار تھا اور اس کی وفات کے غم میں تین سال تک مکے میں نہ کوئی میلہ ہوا اور نہ کوئی بازار لگا۔ آپ کا دوسرا چچا فاکہ بن مغیرہ سارے عرب میں سخی مشہور تھا۔ اس نے لنگر کھول رکھا تھا وہاں ہر شخص بغیر اجازت کے کھانا کھا سکتا تھا۔ آپ کا تیسرا چچا ابو حذیفہ تھا۔ یہ وہی سردار تھا جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کا ایک کونہ پکڑ کر حجرِ اسود کو اٹھایا تھا۔ مختصر یہ کہ خالدؓ کا خاندان بڑا نامور اور بہادر تھا۔ آپ صلح حدیبیہ کے بعد اسلام لائے۔ صلح حدیبیہ کے بعد مشرکینِ مکہ کے بعض بڑے بڑے لوگوں کو مسلمانوں سے میل جول کا موقع ملا اور وہ مسلمانوں کے بلند اخلاق اور پاکیزہ زندگی سے بے حد متاثر ہوئے۔ ایک دن خالد بن ولید نے قریش کے اجتماع میں کھڑے ہو کر یہ تقریر کی:-

"ہر عقلمند انسان کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو شاعر ہیں نہ جادوگر، آپؐ کا کلام کلامِ خداوندی ہے۔ ہر ہوشمند اور سمجھدار آدمی کا فرض ہے کہ آپؐ کی پیروی کرے۔"

ابوجہل کے بیٹے عکرمہؓ (جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے اور جنہوں نے بعد ازاں اسلام لا کر اسلام کی بڑی خدمت کی) یہ تقریر سن کر حیران و ششدر رہ گئے۔ اور بولے! اے خالدؓ! تیری عقل و دانش کو کیا ہوا؟ آپؓ نے جواب دیا۔ "کچھ نہیں ہوا۔ البتہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔" عکرمہؓ نے خالدؓ کو اس ارادے سے باز رکھنے کی ہر چند کوشش کی اور آپؓ کے آباء و اجداد کا واسطہ دے کر جوش دلایا۔ خاندانی عصبیت اور قریش کی عزت کا نام لے کر آپؓ کے جذبات کو ابھارنا چاہا۔ لیکن خالدؓ نے ایک ہی جواب دیا کہ یہ سب باتیں زمانۂ جاہلیت کی ہیں۔ اب رشد و ہدایت اور حق و صداقت واضح ہو چکا ہے۔ جاہلیت کی عصبیت و حمیت ختم ہو چکی ہے اور میں مسلمان ہو چکا ہوں۔

حضرت خالدؓ مدینے جانے کے لئے گھر سے نکلے، راستے میں حضرت عمروؓ بن العاص سے ملاقات ہو گئی۔ عمرو نے پوچھا:-

"ابو سلیمان! (خالدؓ کی کنیت تھی) کہاں کا ارادہ ہے؟"

حضرت خالدؓ بولے۔ حق و صداقت کی راہ واضح ہو چکی ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نبی برحق ہیں۔ میں مسلمان ہونے جا رہا ہوں۔"

عمروؓ بن العاص کہنے لگے "میں بھی اسلام قبول کرنے کی غرض سے نکلا ہوں۔" دونوں ساتھی حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت خالدؓ آگے بڑھ کر آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مسلمان ہو گئے پھر حضرت عمرو آگے بڑھے اور عرض کیا:-

"یا رسولؐ اللہ! میں اس شرط پر آپؐ کی بیعت کرتا ہوں کہ آپ میرے گذشتہ گناہوں اور بد اعمالیوں پر خطِ تنسیخ کھینچ دیں۔"

آپؐ نے فرمایا۔ اے عمروؓ! اسلام لے آنے کے بعد تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور ہجرت تمام گذشتہ بدکرداریوں اور جرموں کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دیتی ہے۔

اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت خالدؓ نے جوانمردی و شجاعت کے بے مثال کارہائے نمایاں سرانجام دئیے عہدِ صدیقیؓ کے عہدِ مبارک کی فتوحات کا سہرا تو خصوصاً آپ کے سر ہے یہاں پر آپ کی خداداد شجاعت کا ایک واقعہ عرض کئے دیتا ہوں۔

جنگ یرموک میں مسلمان فوج کی تعداد تقریباً تیس ہزار تھی اور رومی سپاہ کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی تھی۔ جب مسلمان سالاروں نے حضرت ابوبکرؓ خلیفہ اول کو رومی فوج کی کثرتِ تعداد کی اطلاع دی تو انہوں نے حضرت خالدؓ کو عراق سے شام پہنچنے کا حکم دیا۔ یہ حکم پاتے ہی حضرت خالدؓ اپنی فوج کا کچھ حصہ لے لق و دق صحراؤں اور بے آب و گیاہ ریگستانوں کو برق رفتاری سے طے کرتے شام میں جا پہنچے۔ راہ کی تکالیف اور مشکلات کوئی چیز بھی آڑے نہ آئی۔ یہ وسیع و عریض ریگستان جہاں پانی اور سبزہ نام کو نہیں، ایسے وحشت ناک اور خوفناک تھے کہ بڑے سے بڑا نڈر اور جان پر کھیل جانے والا انسان بھی ان مقامات سے گزرتے ہوئے گھبراتا ہے لیکن خالدؓ کی فوق الفطرت شخصیت کے سامنے یہ ریگستان اور صحرا گردِ راہ ہو کر رہ گئے۔

اتفاق ملاحظہ ہو کہ جس دن حضرت خالدؓ مقامِ یرموک میں پہنچے۔ اسی دن رومی سپہ سالار باہان بھی پہنچ گیا۔ رومیوں کو باہان پر بڑا ناز تھا۔ ویسے

(باقی ص ۱۸ پر)

ٹیلیفون ۶۷۵۲۵
چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳/مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۶-۲۴۸۱ مورخہ ۷/ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹-۲-۷۶۷/۹/۳۹ مورخہ ۲۴-اگست ۱۹۶۴ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا